ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

11 ربیع الثانی 1443ھ | نومبر 2021ء

عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے
91 سال

- منہ زور اور کمر توڑ مہنگائی
- سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شاعری میں قرآنی تلمیحات
- 44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر
- حروف ابجد کے اعداد اور اُن کے اثرات

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 32 شمارہ 11 نومبر 2021ء / ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ

Regd.M.NO.32

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

تشکیل

اداریہ:	منہ زور اور کمر توڑ مہنگائی	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	عبد اللطیف خالد چیمہ	3
خطبہ استقبالیہ:	خطبہ استقبالیہ	سید عطاء المنان بخاری	5
دین و دانش:	حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قسط:۱)	مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری	7
″	حدیث سفینہ اور خلافت راشدہ	غلام مصطفیٰ	13
ادب:	آپ کا ہوں (نعت)	سلیم کوثر	17
″	سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی شاعری میں قرآنی تلمیحات (قسط:۱)	نور اللہ فارانی	18
تحقیق:	حروف ابجد کے اعداد اور اُن کے اثرات	حبیب الرحمٰن بٹالوی	25
تاریخ احرار:	تاریخ احرار (قسط نمبر ۱۹)	مفکر احرار چوہدری افضل حق	29
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	37
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	47

★............★............★

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک	-/300 روپے
بیرونِ ملک	-/5000 روپے
فی شمارہ	-/30 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم، ڈی، اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوۃ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات سید محمد کفیل بخاری

منہ زور اور کمر توڑ مہنگائی

موجودہ حکمرانوں کو برسرِ اقتدار آئے تقریباً ساڑھے تین سال ہو چکے ہیں۔ وزیر اعظم عمران خان نے اقتدار میں آنے سے پہلے قوم کو جو سبز باغ دکھایا تھا وہ تلاش کے باوجود ابھی تک کہیں نہیں ملا اور جو وعدے کیے تھے سب پامال کر دیے ہیں۔ عوام سے کیا گیا کوئی عہد وفا ہوا نہ وعدے پورے ہوئے اور نہ آئین پر اٹھائے گئے حلف کی پاسداری ہوئی۔ عمران خان اور اُن کی پوری انصافی ٹیم نااہل ترین ثابت ہوئی۔ عوام کو کچھ دینے کی بجائے اُن کے منہ سے نوالہ بھی چھین لیا گیا ہے۔ منہ زور مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہیں۔ غریبوں کے چولہے ٹھنڈے اور بیروزگاری عام کر دی ہے۔ بھوک و افلاس سے تنگ آ کر لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ گزشتہ تین برسوں میں مجموعی طور پر قیمتوں میں 80 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ بجلی، گیس اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا تعین تو حکومت خود کرتی ہے۔ ان کو بھی عوام کی استطاعت سے باہر کر دیا ہے۔ آئندہ دنوں میں مزید اضافے کی خبریں گشت کر رہی ہیں۔

اپوزیشن اتحاد ''پی ڈی ایم'' نے ملک بھر میں احتجاجی جلسوں اور مظاہروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن کے پُراعتماد لب و لہجے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکمرانوں کے دن پورے ہو چکے ہیں اور الٹی گنتی شروع ہونے والی ہے۔ مولانا کے بقول اگر یہی صورت حال رہی تو پھر عوام بغاوت کر دیں گے۔

اس وقت ملکی معیشت اور ہوش ربا مہنگائی ملک کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ حکمرانوں نے اپنے باقی وعدوں کے ساتھ تو جو حشر کیا سو کیا۔ لیکن سودی قرضوں سے معیشت تباہ و برباد اور مہنگائی کو عروج دے کر ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ وطن عزیز پاکستان کو آئی ایم ایف کا غلام بنا کر عالمی مالیاتی اداروں کے ہاں گروی رکھ دیا گیا ہے۔ ان مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے مختلف مسائل کھڑے کیے جا رہے ہیں۔ لیکن حکمرانوں کے تمام حربے ناکام ہو چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے نااہل حکمران پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں آئے۔ وزیر اعظم اگر ساڑھے تین برسوں میں عوام کو کچھ نہیں دے سکے تو آئندہ ڈیڑھ برس میں کیا کارنامے سرانجام دیں گئے؟ ملک کو ایسی اندھی غار میں لا کھڑا کیا ہے کہ ''پائے رفتن نہ جائے ماندن'' اور ''کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی'' والی کیفیت ہے۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز پاکستان کے حال پر رحم فرمائے۔ نااہل حکمرانوں سے نجات دے اور کوئی محبّ وطن صالح حکمران نصیب فرمائے، آمین

عبداللطیف خالد چیمہ

44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

ہاں قدم بڑھائے جا

احرار نے قادیان (انڈیا) کی طرح ربوہ (حالیہ چناب نگر) میں 1975 میں پہلے پہل محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسجد ومرکز کے لیے جگہ حاصل کی اور کئی ماہ کی سوچ بچار اور منصوبہ بندی کے بعد 27 فروری 1976 کو ربوہ ڈگری کالج کے قریب قائد احرار جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احرار کا سنگ بنیاد رکھا اور افتتاحی بیان کے دوران ہی گرفتار ہوگئے۔ پیپلز پارٹی فسطائیت کے نتیجے میں چاروں اطراف سے ناکہ بندی، گرفتاریاں، سب کچھ جاری ہونے کے باوجود ایک بڑی تعداد مسجد کی مجوزہ جگہ پر سنگ بنیاد کی تقریب میں شریک ہوئی۔ بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے دوران فاتح ربوہ قائد احرا رحضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھیس بدل کر پہنچنے میں بمشکل کامیاب ہوئے، جنہیں تقریر کے دوران گرفتار کرنے کے لیے پولیس افسر آگے بڑھے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گرم ہاشمی خون سے کہا ''میں تقریر بھی کروں گا، خطبہ بھی دوں گا، نماز جمعہ بھی پڑھاؤں گا پھر گرفتاری دوں گا''۔ راقم الحروف اس کا عینی گواہ ہے کہ پھر ایسا ہی ہوا اور قادیان میں حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ، زعماء امت واحرار کی یاد تازہ ہوگئی۔

27 فروری 1976 سے اب تک اس مرکز احرار وختم نبوت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اکابر کی روایات کے مطابق دعوت وتبلیغ اور تحریکی کام کو جاری رکھا ہوا ہے۔ امسال 11-12 ربیع الاول 1443 مطابق 18-19 اکتوبر 2021ء پیر، منگل کو چوالیسویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس پورے عزم واستقلال کے ساتھ منعقد ہوئی۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کے بعد چناب نگر میں یہ پہلی کانفرنس تھی تو وہ یاد بھی بہت آئے۔ راقم پر تو افسردگی چھائی رہی۔ لیکن بیرونی مہمانوں اور مندوبین کے علاوہ شرکاء کی کثرت نے حوصلہ بندھا دیا۔ جس کے لیے بلا استثناء ہم سب کے شکر گزار بھی ہیں اور دعا گو بھی۔

کانفرنس کی کل سات نشستیں ہوئیں اور جلوس دعوت اسلام کو شامل کیا جائے تو آٹھ پروگرام پہلے سے کہیں بہتر تھے اور شرکاء کی تعداد نے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ یہ سب کچھ خاتم النبیین جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وختم نبوت کے تحفظ کی پرامن جدوجہد کی برکت ہے، جس نے عیوب پر بھی پردہ ڈالا ہوا ہے۔ اس کے تسلسل کو قائم ودائم رکھنا ہم سب کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ذمہ داری کو بطریق احسن نبھانے کی توفیق

سے نوازیں اور ناظم اجتماع مولانا محمد اکمل اور ان کی پوری ٹیم کو اجر عظیم عطاء فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

اگلا مہینہ دسمبر ہے اور دسمبر 1929 کی مناسبت سے ''یوم تاسیس احرار'' کو حسب روایت اور شاندار طریقے سے منانے اور پرچم کشائی کی تقریبات کا اہتمام ابھی سے شروع کر دینا چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دسمبر کے شمارے میں اس حوالے سے مزید تفصلات شامل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کے حامی و ناصر ہوں اور دنیا و آخرت اچھی ہو جائے۔ آمین یارب العالمین

دوشرکاءِ ختم نبوت کانفرنس کی شہادت:

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے لیے چیچہ وطنی والے قافلے میں ہڑپہ ضلع ساہیوال (چک نمبر 187۔9ایل) سے تعلق رکھنے والے حافظ عمر فاروق ولد نذیر حسین سکھیرا اور حافظ محمد اویس ولد محمد الطاف (چک کرتار پور ہٹیاں اڈا نور پور ضلع پاک پتن) بھی شامل تھے۔ جو مدرسہ عربیہ رحیمیہ سے اگلے روز 13 ربیع الاول 20 اکتوبر بدھ کو موٹر سائیکل پر اپنے گھروں کو جاتے ہوئے اوکانوالہ روڈ پر ایک ایکسیڈنٹ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ساتھ دوسرے دو بچوں میں سے علی فراز (ضلع پاک پتن) کو چوٹیں آئیں جو آہستہ آہستہ روبصحت ہو رہا ہے۔ جبکہ محمد عدنان (ضلع پاک پتن) کو معمولی خراشیں آئیں اللہ پاک انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھیں اور شہید ہونے والے حافظ عمر فاروق اور حافظ محمد اویس کے درجات بلند فرمائیں اور مرحومین کا شمار شہیدان ختم نبوت میں ہو جائے۔ آمین

ادارہ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اس عظیم سانحے پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔

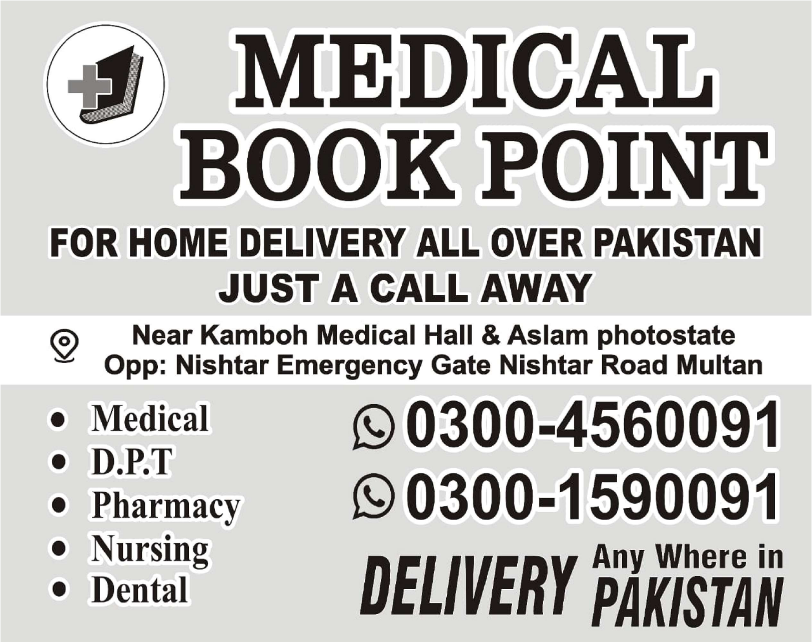

خطبہ استقبالیہ

''مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام 44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس 12,11 ربیع الاول 1443ھ مطابق 19,18 اکتوبر 2021ء چناب نگر ضلع چنیوٹ میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما مولانا سید عطاء المنان بخاری نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا''

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد

محترم ومکرم حضرات علماء کرام، اکابر احرار، کارکنان وفدایان مجلس احرار وشرکاء ختم نبوت کانفرنس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کا دن انتہائی خوشی اور مسرت کا ہے کہ ہم اپنے اکابر کی روایات کے امین بن کر جامع مسجد احرار چناب نگر میں 11-12 ربیع الاول 1443ھ مطابق 18-19 اکتوبر 2021 بروز سوموار منگل جمع ہوئے ہیں۔ اس مبارک موقع پر اپنے معزز مہمانان گرامی، قائدین جماعت، معزز خطبا وعلماء اور آپ سب حضرات کو جو مجلس احرار اسلام کا سرمایہ ہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ آپ حضرات اپنی مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس عظیم اجتماع میں تشریف لائے اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضرات محترم! یہ اجتماع جو ترتیب کے اعتبار سے چوالیسواں اور تاریخ کے اعتبار سے 1934 کی سہ روزہ احرار تبلیغ کانفرنس قادیان سے شروع ہونے والی دعوتی، تبلیغی اور انقلابی جدوجہد کا تسلسل ہے۔

احباب گرامی! ایک وقت تھا کہ قادیانی گروہ اس شہر چناب نگر سابقہ ربوہ کو اپنی راج دھانی اور اسٹیٹ تصور کرتا تھا، جس میں مسلمانوں کا داخلہ محال تھا۔ آپ کی جماعت مجلس احرار ہی وہ واحد جماعت ہے جس نے قادیان میں بھی اپنے قائد وسالار سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت وسیادت میں داخل ہو کر دشمنان ختم نبوت کا غرور خاک میں ملایا اور پاکستان بن جانے کے بعد ابناء امیر شریعت امام اہل سنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کی قیادت اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری، حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری، حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخای رحمہم اللہ کی معیت میں احرار کارکن 27 فروری 1976 کو اس سرزمین کفر وارتداد میں داخل ہوئے۔ ملک بھر سے قافلوں کی شکل میں مسلمان اس عظیم مقام پر نماز جمعہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کرنے کی نیت سے یہاں پہنچے کہ جس کی نشاندہی جانشین امیر شریعت کو ایک مبارک خواب میں آقائے نامدار، سید الاوّلین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اس مبارک جمعہ کے موقع پر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ بھی خصوصیت کے ساتھ تشریف لائے۔

ان مشکل ترین حالات میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا ابناء امیر شریعت کو گرفتار کرلیا گیا اور حکومت وقت نے چار اضلاع کی پولیس کو مسلمانوں کو جمعہ پڑھنے سے روکنے کے لیے تعنیات کیا۔ مقامی انتظامیہ نے مسجد کی جگہ

سے نماز کے لیے بچھائی گئی صفیں، سپیکر اور دیگر سامان بھی اٹھالیا۔ اس کے باوجود نماز جمعہ اللہ کی زمین پر ہی ادا کی گئی۔ اکابر احرار کی قربانیاں رنگ لائیں اور ربوہ کو آزاد شہر کی حیثیت حاصل ہوئی، قادیانیت کا غرور و تکبر خاک میں ملا، ختم نبوت کے نام پر کام کرنے والی دیگر تنظیموں کے لیے بھی احرار کی قربانیوں کے نتیجے میں راستے ہموار ہوئے اور یہاں کے مسلمانوں نے چین وسکون سے رہنا شروع کیا۔

مجلس احرار نے ابتدائی طور پر یہاں مبلغین کا تقرر کیا، محسن احرار ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ ایک طویل عرصہ گجرات سے یہاں آکر جمعہ پڑھاتے رہے اور چنیوٹ سے چناب نگر کسی سواری پر یا پاپیادہ بھی تشریف لاتے۔ بعدازاں جماعت نے مستقل طور پر قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ علیہ کو یہاں تعینات کیا اور آپ ہی کی قربانی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ اس وقت یہاں پر یہ بہاریں ہم دیکھ رہے ہیں۔

حضرت پیر جی رحمہ اللہ نے مقامی احوال کے پیشِ نظر ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے مدرسہ ختم نبوت، بخاری ماڈل ہائی اسکول اور مسلم فری ہسپتال کی بنیاد رکھی۔ سیکڑوں طلباء نے یہاں سے قرآن کریم حفظ و ناظرہ مکمل کیا اور اب علاقے بھر میں لوگوں کی دینی رہنمائی کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بخاری ماڈل ہائی اسکول جو کہ تعلیمی وتربیتی حوالے سے اپنی نوعیت کا منفرد ادارہ ہے۔ جہاں طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے، اور عقیدۂ ختم نبوت ذھنوں میں راسخ کیا جاتا ہے۔ یہاں سال بھر میں تین اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں۔ جن میں 11-12 ربیع الاول کا اجتماع اپنی نوعیت کا منفرد اجتماع ہے جس میں ملک بھر سے آپ احباب یہاں تشریف لاتے ہیں اور یہاں کے باسی قادیانیوں کے کفر کو آشکارا کر کے نبوی اسلوب کے مطابق حکمت وتدبر کے ساتھ دعوت اسلام کا فریضہ دوہراتے ہیں۔

مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے ماتحت مبلغین چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانیوں اور دیگر کافروں سے مکالمہ اور مذاکرہ کے ذریعے دین کا پیغام پہنچا کر ان کو اسلام کی دعوت دینے میں مصروف عمل ہیں۔ جس کے الحمدللہ بہت ہی اچھے نتائج حاصل ہو رہے ہیں اور ایک سو کے قریب قادیانی، کفر واضح ہو جانے کے بعد اسلام کے نور سے اپنے قلوب کو منور کر چکے ہیں۔

آج ہمیں اپنے وہ کارکنان اور اکابر بہت یاد آرہے ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہیں خصوصاً جو اس مرکز احرار، مسجد احرار کی تقریب سنگ بنیاد میں شریک تھے۔ مولانا محمد اسحٰق سلیمی، حافظ محمد اکبر، قاری عبدالحی عابد اور مولانا غلام یٰسین جہلمی رحمہم اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔ مولانا اللہ یار ارشد مرحوم نے ایک طویل عرصہ تک تحفظ ختم نبوت کا علم بلند رکھا، مولانا ارشاد احمد خان نے شعبہ تبلیغ میں اپنی توانائیاں صرف کیں۔ یہ انہی سب حضرات کی مساعیٔ جلیلہ کا فیض ہے کہ یہ مرکز حق آباد وشاد ہے۔ خصوصاً ابن امیر شریعت حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اس مسجد و مرکز کے سنگ بنیاد سے لے کر آخری سانس تک جدوجہد کرتے رہے۔

آخر میں ختم نبوت کانفرنس کے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطاء فرمائے۔

معزز شرکاء! آج آپ یہ عہد کر کے اپنے گھروں کو واپس لوٹیں کہ اپنی بقیہ زندگی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لیے وقف کر دیں گے ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو، آمین برحمتک یا ارحم الراحمین!

امام اہل سنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ (قسط:۱)

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ پانچویں پشت میں عبد مناف پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل جاتا ہے۔ آپ اسلام لانے والوں میں چوتھے نمبر پر ہیں۔ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد تھے بحکم (۱) خداوند تعالیٰ حضور علیہ السلام نے پہلے اپنی بڑی صاحبزادی سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان سے کیا اور ان کی وفات کے بعد ان کی چھوٹی بہن صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے کیا۔ اس وجہ سے آپ کو ذوالنورین (دونور والے) کہتے ہیں۔ ان کی دوسری بیوی حضرت صاحبزادی ام کلثوم کی وفات کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری اور چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں وہ بھی یکے بعد دیگرے عثمان کو ہی دیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ہم زلف تھے۔ اس وجہ سے بھی دونوں میں بہت محبت تھی۔ جب مصری اور کوفی خارجیوں نے ابن سباء یہودی کی قیادت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا حضرت علی نے حضرت عثمان کی طرف سے ان بدبختوں کے ساتھ مناظرہ کیا (۲)۔ اور ان سے پوچھا کہ تمہیں حضرت عثمان سے کیا شکایت ہے۔ انہوں نے بہت سے الزامات حضرت عثمان پر لگائے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حضرت عثمان نوعمر لڑکوں کو عہدوں پر لگاتے ہیں (۳) اور بنوامیہ کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت علی نے ان دو اعتراضوں کے جواب میں فرمایا کہ نوعمر لڑکوں کو عہدے حضرت عثمان اس وقت تک نہیں دیتے جب تک ان کی صلاحیت اور لیاقت پر ان کو اطمینان نہ ہو جائے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید کو بعمر بیس سالہ مکہ مکرمہ کا امیر بنایا تھا۔ ایسے ہی حضرت اُسامہ بن زید کو نوعمری میں ہی حضور علیہ السلام نے غزوہ مؤتہ کے بعد شام کی جنگ کے لیے سپہ سالار مقرر فرمایا تھا اور ان کی نوعمری کی وجہ سے بعض لوگوں نے اعتراض بھی کیا۔ پھر آنحضرت کی وفات کے بعد صدیق اکبر نے دوبارہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ہی امیر لشکر مقرر فرمایا۔ اس وقت بھی بعض انصار نے اعتراض کیا اور حضرت عمر کو درمیان میں ڈالا۔ جب حضرت عمر نے حضرت صدیق اکبر سے یہ بات کہی تو حضرت صدیق اکبر نے غصہ سے حضرت عمر کی داڑھی پکڑ لی اور فرمایا کہ ”اے ابن خطاب! تیری ماں تجھے نہ پائے۔ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیر کو ہٹانے کی جرات کر سکتا ہوں (۴)“؟۔ اور باقی رہا اُمویوں کو ترجیح دینا...... تو حضور علیہ السلام بھی بعض حالات میں قریش کو دوسرے (۵) لوگوں پر ترجیح دیتے تھے! اور خدا کی قسم اگر جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ ہوں تو میں سب کے سب بنی امیہ کو جنت میں داخل کر دوں (۶)۔ آپ بہت مالدار تھے اور آپ کے مال سے اسلام کی بہت امداد ہوئی۔ مسجد نبوی بہت تنگ تھی۔ آپ نے ملحقہ زمین خرید کر مسجد مبارک وسیع کر دی۔ مدینہ منورہ میں پانی کی تنگی تھی آپ نے بئر رومہ (رومہ کا کنواں) خرید کر وقف کیا۔ جیش عسرۃ کی تیاری کے موقع پر آپ

نے تین سو اونٹ پورے ساز وسامان سمیت پیش کیے اور ایک ہزار دینار نقد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں ڈال دیئے تو حضور علیہ السلام نے بے ساختہ خوش ہو کر فرمایا: کہ ’’آج کے بعد عثمان جو کچھ کرتا رہے اسے ضرر نہ پہنچے گا (۷)‘‘۔ اسی وجہ سے ’’عثمان غنی‘‘ بھی کہلاتے تھے۔ آپ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے بحری بیڑا قائم کیا اور سمندری جنگ کے لیے میدان تیار کیا۔ کوفی بصریٰ اور مصری باغیوں کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی۔ یہ لوگ عبداللہ بن سبا یہودی کی قیادت میں جمع ہوئے تھے۔ عمر مبارک شہادت کے وقت بیاسی برس کی تھی۔ بروز جمعہ بعد عصر ۱۷ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں شہید ہو کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کے عہد حکومت میں اندلس، شمالی افریقہ اور بربر کے علاقے فتح ہوئے۔

خارجیوں کی حقیقت:

حضرت عثمان کی شہادت میں یہودی ابن سبا کے رافضی سبائی فرقہ اور خوارج کا بہت دخل تھا۔ اس لیے مختصراً ابن سبا یہودی اور خوارج کے کچھ حالات بیان کیے جاتے ہیں۔

جب ۸ ھ میں جعرانہ کے مقام پر غزوہ حنین کا مال غنیمت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمایا تو بعض مصالح ضروریہ کی بناء پر بعض نومسلم مجاہدین کو آپ نے کچھ زیادہ عنایت فرمایا۔ ایک شخص حرقوس بن ذوالخویصرہ تمیمی نے اعتراض کیا کہ **ماعدل فیھا ولا أراد فیھا وجه الله** (۸) (ترجمہ: اس تقسیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف نہیں کیا [معاذ اللہ خویش پروری اور اقربا نوازی کی ہے]۔ اور خدا کی مرضی کا خیال نہیں رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو اسے فرمایا: ’’خدا تجھے خوار کرے اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر اور کون انصاف کرے گا‘‘؟ حضرت فاروق اعظم نے عرض کی ’’اگر اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں‘‘؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ’’اس کو کچھ نہ کہو! لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں‘‘؟ پھر فرمایا: ’’کہ اس کے اور بہت ساتھی ہوں گے۔ دین کی نمائش بہت کریں گے۔ مگر یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ قرآن بہت پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا‘‘۔ یعنی زبان پر قرآن ہوگا باطن میں اس کی تاثیر نہ ہوگی۔

خارجیوں کی یہ مشہور نشانی تھی کہ وہ ہر بات پر ایک آیت پڑھ دیتے تھے یا آیت کے مشابہ جملہ پڑھتے تھے۔ میزبان رسول سیدنا حضرت ابوایوب خالد الانصاری رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان (۹) میں ایک خارجی کو زور سے سینہ میں نیزہ مارا کہ وہ اس کی پیٹھ سے پار نکل گیا تو ابوایوبؓ نے کہا؛ ’’اے اللہ کے دشمن! جہنم میں پہنچ جا‘‘! (۱۰) اس حالت میں بھی اس خارجی نے فوراً برجستہ کہا: **سَتَعْلَمُ اَيُّنَا أَوْلىٰ بِهَا صِلِيًّا** (۱۱)

عنقریب تم جان لوگے کہ ہم دونوں میں سے جہنم میں جانے کا زیادہ مستحق کون ہے؟۔

بخاری شریف باب قتل خوارج میں ہے کہ ’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان خارجیوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا شریر ترین عنصر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو آیات صراحتاً کفار کے حق میں نازل ہوئی ان کو یہ خارجی مسلمانوں

پر چسپاں اور منطبق کر کے مسلمانوں کو کافر ومشرک بناتے ہیں‘‘۔

خارجیوں کی یہ بڑی مشہور نشانیاں تھیں کہ ایک تو اپنے فرقہ کے سوا سب کو کافر مشرک سمجھتے تھے۔ ہر ہر بات پر آیات پڑھ دیتے تھے اور منہ پھٹ اور زبان دراز ایسے تھے کہ ہر بڑی سے بڑی ہستی پر فوراً اعتراض کرنا اور گستاخی کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ تمام صحابہ کرام کو غلط کار اور کافر سمجھتے تھے۔

ہمارے زمانے کے خارجی نما گروہ:

آج کل ہمارے ملک میں بھی اس قسم کے بہت سے لوگ موجود ہیں اور ان کی نشانیاں بھی بعینہ یہی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہی موحد سمجھتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو صحیح مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور جو آیات صاف کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر کر کے بے دھڑک کفر اور شرک کے فتوے دیتے ہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی ہتک بڑی دلیری اور جرأت سے کرتے ہیں۔ دو اڑھائی ماہ میں اپنی زبان میں ترجمہ قرآن پڑھ پڑھا کر مفسر قرآن ومجتہد بن بیٹھتے ہیں۔ اور عذاب قبر حیات انبیاء اور فرشتوں کے ذریعے سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال اور درود پیش ہونے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو کسی قسم کا نفع نقصان پہنچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں دیا۔ وغیر ذالک اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے بچائے آمین۔ تو یہ تھی خارجیوں کی ابتداء یہاں سے ان کا سلسلہ چلا اور جنگ جمل وصفین اور نہروان کا باعث یہی لوگ بنے۔

غارت گرِ اُمت، مُفتِنِ اعظم، دشمنِ قرآن وصحابہ، یہودی ابن سبا اور اسکی ناپاک رافضی سازش:

فتوحات عرب اور شام ومصر میں جہاں عیسائیوں کا نقصان ہوا وہاں یہودی بھی تباہ وبرباد ہو گئے اور پورے جزیرۃ العرب سے نکال دیئے گئے۔ اسلام کی ناقابل تسخیر طاقت کے ساتھ علانیہ میدان جنگ میں مقابلہ کرنا یہود ونصاریٰ کے لیے قطعاً ناممکن ہو گیا تھا۔ اس لیے انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک زیر زمین جال پھیلایا اور یہودی ابن سباء کو اس کام کے لیے منتخب کیا۔

ابن سباء رومی الاصل یہودی تھا۔ امام مظلوم وشہید سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب خوارج کا زور ہوا تو یہ زندیق ومنافق بھی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مصر آ گیا اور اپنی خباثت کے پر پُرزے نکالنے لگا۔ شام عراق اور مصر کے لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ پُرانے صحابہ کرام کی طرح ان کو حضور علیہ السلام کی صحبت مبارک میسر نہ آئی تھی۔ اس لیے لازماً نور تقویٰ اور کمال کی ان میں کمی تھی۔ دینی مضبوطی اور عقائد کی پختگی جیسی صحابہ کرام کی تھی نہ ان کو حاصل تھی اور نہ حاصل ہو سکتی تھی۔ اس لیے رافضیوں کے روحانی باپ اور یہودی گورو گھنٹال ابن سباء کو اپنی خباثت ان نومسلم لوگوں میں پھیلانے کی گنجائش مل گئی۔ اسلام کے خلاف جو کام اربوں کھربوں کے خزانوں اور لاکھوں کروڑوں کی فوجوں سے نہ ہو سکتا تھا وہ اس بانی رفض وسبائیت ایک یہودی دجال نے کر دکھایا اور قتل وغارت گری سے زیادہ مہلک اپنی بدمعاشی اور فتنہ پردازی سے قیامت تک کے لیے مسلمانوں کو دو غیر ممکن الاجتماع فرقوں بلکہ سُنی اور رافضی

سبائی دو متوازی اُمتوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔ یہی یہودی پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہا۔ ان کے وصی رسول ہونے کا شوشہ چھوڑا۔ محبت اہل بیت کا خوشنما نعرہ لگایا۔ اور خلافت کے ''حقِ علی'' ہونے کا اعلان کیا۔ اور خلفاء راشدین خصوصاً حضرت عثمان شہید رضی اللہ عنہ کو ظالم و غاصب قرار دیا۔ (والعیاذ باللہ)

یہودی ابن سباء کی گمراہ کُن چال:

یہودی ابن سباء لوگوں کو یوں گمراہ کرتا تھا کہ مصر شام اور عراق کے خالی الذھن اور خام معلومات کے جوشیلے نو مسلم نو جوانوں کے جمگھٹوں میں پہنچ جاتا اور نہایت معصومانہ، مظلومانہ، مخلصانہ و مشفقانہ طرز بیان سے پوچھتا۔ کیوں جی حضرت علی حضور علیہ السلام کے سگے چچا زاد بھائی ہیں نا۔؟ لوگ کہتے ''ہاں''! پھر یہ کہتا: ''اور حضرت فاطمۃ الزہراء حضور علیہ السلام کے جگر کا ٹکڑا ہیں؟ اور ان کی ناراضگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی ہے''۔ لوگ کہتے ''ہاں''! پھر یہ کہتا؟ ''کیوں جی حضرت عثمان جنگ اُحد کے موقع پر بھاگ گئے تھے؟ اور بیعت رضوان کے موقع پر بھی موجود نہ تھے اور جنگ بدر سے بھی غیر حاضر تھے؟'' لوگ کہتے ''ہاں'' پھر یہ کہتا کیوں جی حضرت عثمان نے خواہش پوری کرتے ہوئے اپنے قریبی رشتہ دار حکومت کے عہدوں پر ناحق مقرر کر دیئے۔ تو اب یہ منافق کہتا: ''پھر یہ کتنا ظلم ہے کہ خلافت کے اصلی حقدار حضرت علی کو چھوڑ کر غلط کار حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا جائے۔ یہ اصلی اور جائز حقدار کی حق تلفی ہے جس کا ازالہ سب مسلمانوں پر فرض ہے'' (۱۲)

ابن سباء کے ڈسے ہوئے ایسے ہی ایک مصری نوجوان کا حضرت عبداللہ بن عمر سے بہ موقع حج خانہ کعبہ میں درج ذیل مکالمہ ہوا:

مصری: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان جنگ اُحد سے بھاگے تھے؟''۔ (۱۳) حضرت ابن عمر: ''ہاں''

مصری: ''اور کیا حضرت عثمان جنگ بدر سے بھی غیر حاضر تھے؟''۔ حضرت ابن عمر: ''ہاں''۔

مصری: ''اور کیا حضرت عثمان بیعت رضوان میں بھی موجود نہ تھے؟''۔ حضرت ابن عمر: ''ہاں''!

تو مصری نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ کیونکہ اس کے خیال میں حضرت عثمان کے بڑے بڑے ''جرموں'' کا حضرت ابن عمر نے بھی اعتراف کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر بھی اس کا اندرونی مرض سمجھ گئے اور اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا سنو! اگر حضرت عثمان چند اور صحابہ سمیت جنگ اُحد سے پسپا ہوئے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کا پسپا ہونا بخش دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ (ترجمہ: اور لازماً یقیناً معاف کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو۔ سورۃ آل عمران)

اور جنگ بدر سے ان کی غیر حاضری ان کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیماری کی وجہ سے تھی۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی تھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان کو ان کا تیماردار مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ تم مدینہ میں رہو! تمہارا ثواب اور حصہ ہر بدری مجاہد جتنا ہوگا۔ (۱۴)

اور بیعت رضوان کے موقع پر اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ قریش مکہ کی نظروں میں کوئی دوسرا شخص معزز اور مکرم ہے تو اس کو بھیجتے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ موزوں تر کوئی دوسرا شخص نہ تھا اس لیے آپؐ نے حضرت عثمان کو ہی بھیجا اور بیعت رضوان حضرت عثمانؓ کے مکہ مکرمہ پہنچ جانے کے بعد واقع ہوئی تھی۔ اور در حقیقت ہوئی بھی حضرت عثمانؓ ہی کی وجہ سے تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ کو خبر ملی کہ قریش نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تو عثمان کا بدلہ لیے بغیر واپس جانا ہو سکتا ہی نہیں چنانچہ آپ نے سب صحابہ سے جہاد وثبات پر اور ایک روایت میں موت پر بیعت لی اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور یہ عثمان کی بیعت ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے اس مصری کو فرمایا کہ اپنے اعتراض کے ساتھ ان جوابوں کو بھی لیتے جاؤ۔ (بخاری مناقب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)۔

ایک تیر سے تین شکار:

مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے لیے ابن سباء یہودی کو اس طرح کے اور بہت سے شیطانی گر یاد تھے۔ مثلاً جو عقل کے اندھے زیادہ معتقد ہو جاتے تو ان کو کہتا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت مائی فاطمہؓ کا باغ فدک غصب کر لیا۔ اور حضرت عمرؓ نے ان کا دروازہ جلایا اور حضرت علی کے گلے میں رسی ڈال کر حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کے لیے جبراً گھسیٹ کر لائے۔ اور (معاذ اللہ) حضرت مائی فاطمہؓ کے لات ماری جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہو گیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

اس طرح وہ ملعون بیک وقت ایک تیر سے تین شکار کرتے ہوئے حضرت علیؓ بلکہ تمام بنو ہاشم کو بھی رسوا کرتا اور حضرات ثلاثہ کو بھی بدنام کرتا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر اپنا اسلام دشمنی والا اصلی مقصد حاصل کرتا۔ اس طرح وہ بد بخت ہزاروں مسلمانوں کو بہکانے اور پھسلانے میں کامیاب ہو گیا۔ لَعَنَـهُ اللهُ وأَخزَاهُ (اللہ اس پر پھٹکار بھیجے اور اسے ذلیل ورسوا کرے)

حواشی

(۱) صواعق عن طبرانی ص ۹۷　　(۲) ابن کثیر ج ۷، ص ۱۷۰، ۱۷۱　　(۳) اس الزام کے متعلق اتنی توضیح ضروری ہے کہ ہر حکمران اور ہر حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہم عہدوں پر اپنے اعتماد اور بھروسے اور قابلیت اور لیاقت کے آدمی لگائے۔ چنانچہ حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت میں قثم بن عباس کو مکہ کا عامل عبیداللہ بن عباس کو یمن کا عامل، عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا عامل اور تمام بن عباس کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس کے اشارہ سے زیاد بن ابوسفیان کو فارس کا عامل مقرر فرمایا۔ ابن کثیر ج ۷، ص ۳۱۷۔ (۴) ابن کثیر ج ۶، ۳۰۵

(۵) قریش کو ہی نہیں بلکہ خاص امویوں کو بھی ان کی لیاقت اور قابلیت کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازتے تھے۔ چنانچہ فتح مکہ میں سیدنا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کو ''دارالامان'' قرار دیا تھا۔ اور حضرت عثمان کے چچا عثمان بن ابوالعاص کو طائف اور اس کے مضافات کا، عتاب بن اسید کو مکہ کا، خالد بن سعید کو یمن کا، عثمان بن سعید خیبر کا، اور ابان بن سعید کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ پھر حضرت صدیق اکبر نے یزید بن ابوسفیان کو شامی فوج کا سردار مقرر فرمایا

اوران کے بھائی امیر معاویہ کوایک حصہ فوج کا افسر بنا کر شام بھیجا۔ پھرعمر فاروق نے یزید بن ابوسفیان کوشام کا والی بنایا اور پھران کی وفات پرحضرت معاویہ کوان کی جگہ شام کا والی بنایا۔ پھرحضرت معاویہ لمبا عرصہ شام کے والی رہے پھر حضرت علی نے اپنے دورِخلافت میں زیاد بن ابوسفیان کوفارس وعراق کا والی بنایا اور وہ حضرت علی کی پوری مدت خلافت میں فارس اورعراق کے والی رہے اورحضرت امیر معاویہ کے مخالف۔ آخر ۴۵ھ میں امیر معاویہ نے زیاد کوبمشکل اپنا ہمنوا بنایا اور بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کو وادی القریٰ کا والی بنایا پھران کے بعد سیدنا حضرت یزید بن ابوسفیان کو بنایا۔ (بلاذری ۴۲) اورحضرت ابوسفیان کونجران کا والی بنایا۔ (بلاذری ۷۶)

(۶) ابن کثیرج ۷، ص ۱۷۱ (۷) ابن کثیرج ۷، ص ۲۰۰ (۸) ابن کثیرج ۴، ص ۳۶۲

(۹) جنگ نہروان کی تفصیل آگے آئے گی (۱۰) یہ جملہ سورۂ مریم کی ایک حسب ذیل آیت کے مشابہ ہے یعنی. **ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَولیٰ بِهَا صِلِیًّا** (پھر یقیناً ہم ہی زیادہ جاننے والے ہیں ان لوگوں کو جو اس دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں) (۱۱) ابن کثیرج ۷، ص ۲۸۸ (۱۲) ابن کثیرج ۷، ص ۱۶۷ تا ۱۶۸

(۱۳) واقعہ یہ ہے کہ جنگ اُحد میں جومسلمانوں کے لیے اسلامی تاریخ کی مشکل ترین جنگ تھی۔ حالات کے مطابق تمام صحابہ کرام بکھر گئے تھے اور حضور علیہ السلام تقریباً اکیلے رہ گئے تھے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام کی شہادت کی افواہ بھی اڑ گئی جس سے مزید ابتری واقع ہوئی۔ اس حالت میں حضرت عثمان دوسرے چند صحابہ سمیت سوئے اتفاق سے عام صحابہ کرام سے الگ ہوکر کفار کے ایسے گروہ کے مدمقابل ہوگئے جس سے عہدہ برآ ہونا وقتی حالات کے لحاظ سے مشکل تھا۔ اس لیے اصول جنگ کے عین مطابق حضرت عثمان اس نرغہ سے صحیح وسالم نکل گئے اور بعد میں نصِ قرآنی سے بھی ان کی براءت ہوگئی۔ کسی جنگی مصلحت کی وجہ سے پیچھے ہٹنا یا پسپا ہونا نہ تو شرعاً ہی معیوب ہے کہ **الفرار عما لایطاق من سنن المرسلین** ۔ (ناقابلِ فتح جنگ سے منہ پھیر لینا مرسلین کی سنن میں سے ہے) وارد ہے۔ اور نہ عرفاً ہی معیوب کہ بڑی بڑی فوجی قوتیں مصالح حربیہ کی وجہ سے پسپا ہونا بہترین حربہ جنگ سمجھتی ہیں۔ کل کی بات ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں روس سرحد جرمنی سے پسپا ہوتے ہوئے ماسکو اور لینن گراڈ تک پہنچ گیا تھا جس سے جرمنی کو ناقابل تلافی تکلیف اور نقصان پہنچا۔ لیکن دشمنوں کو تو حضرت عثمان کا کوئی عیب پکڑنا تھا چاہیے اپنے موقع پر وہ بہترین ہنر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے یہ افسانہ تراشا سچ ہے۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ ترعیب است/ گل است سعدی ودر چشمِ دشمنان خار است

(۱۴) یہ ایسے ہی ہے جیسے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

(جاری ہے)

غلام مصطفیٰ

حدیث سفینہ اور خلافت راشدہ

اکثر حضرات کو ایک حدیث سے شبہ ہو گیا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ''خلافت'' غیر راشدہ ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب!! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ثم ملک بعد ذالک ثم قال لی سفینة امسک خلافة ابی بکر ثم قال وخلافة عمر رضی الله عنه وخلافة عثمان رضی الله عنه ثم قال امسک خلافة علی رضی الله عنه فوجدناها ثلاثین سنته، قال سعید فقلت له ان بنی اُمیة یزعمون ان الخلافة فیهم قال کذبوا بنوا الزرقاء بل هم ملوک من شر الملوک (ترمذی جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 45)

ترجمہ: خلافت میرے بعد تیس 30 سال تک رہے گی اس کے بعد ملوکیت ہو جائیگی۔ پھر سیدنا سفینہؓ نے مجھے فرمایا کہ آپ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلافت عمر رضی اللہ عنہ، خلافت عثمان رضی اللہ عنہ اور خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حساب کرلیں، ہم نے جب حساب کیا تو وہ تیس 30 سال بنتے تھے۔ سعیدؒ (راوی حدیث) نے کہا: کہ میں نے سیدنا سفینہؓ سے کہا کہ ''بنواُمیہ'' یہ گمان کرتے ہیں کہ اُن میں بھی خلافت ہے، سیدنا سفینہ نے فرمایا! وہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ وہ بُرے بادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں۔

یہ وہ حدیث ہے جس کی بنیاد پر ''خلافت راشدہ'' کو چار خلفاء میں محصور ومحدود تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جس نے بھی سیدنا معاویہ کی خلافت کو راشد شمار نہیں کیا اُس نے اسی حدیث کو اپنے اس غلط فیصلہ کی بنیاد بنایا ہے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے غیر راشد ہونے پر صرف اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

حالانکہ یہ حدیث روایت اور درایت کے لحاظ سے غیر متعلق ہے اور اس کو کسی صورت بھی اس اہم فیصلے کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے، روایت کے اعتبار سے اس حدیث کے غیر صحیح ہونے پر مشہور محدث قاضی ابوبکر ابن عربی نے لکھا ہے **هذا حدیث لایصح!** یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (العواصم من القواصم، صفحہ نمبر 201)

مشہور فاضل علامہ مُحب الدین الخطیبؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ ''محدثین کرام'' نے جو اس حدیث کو غیر صحیح کہا ہے وہ درست ہے، چنانچہ فرماتے ہیں!

لان روایة عن سفینه رضی الله عنه، سعید بن جمهان، قد اختلفوا فیه قال بعضهم لاباس به وثقه بعضهم وقال فیه الامام ابوحاتم شیخ لایحتج به، وفی سنده حشرج بن نباته الواسطی وثقه بعضهم وقال فیه النسائی لیس بالقوی وعبد الله بن احمد بن حنبل یروی هذا عن سوید الطحان، قال فیه الحافظ ابن حجر فی تقریب التهذیب لین الحدیث.

ترجمہ: کیونکہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے اُس کے راوی ''سعید بن جمہان ہیں'' اُن کے بارہ میں محدثین کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اُن کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں اور بعض نے توثیق کی ہے، اور شیخ ابوحاتم فرماتے ہیں اُن کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی، اُس کی سند میں ''حشرج بن نباتہ'' ایک راوی ہیں اُن کی بھی بعض نے توثیق کی ہے، لیکن امام نسائی فرماتے ہیں کہ قوی نہیں ہے۔ اور عبداللہ بن احمد بن حنبل یہ سوید الطحان سے روایت کرتے ہیں جن کے بارہ میں حافظ ابن حجر تقریب التھذیب میں فرماتے ''لین الحدیث'' یعنی حدیث میں کمزور ہے،

ایضاً حافظ ابن حجر عسقلانی نے سعید بن جمہان کے بارہ میں ایک خاص انکشاف فرمایا کہ **قال ابن معین روی عن سفینہ ما لایروی بھا غیرہ** (ترجمہ: مُحدث یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ اُس نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے بعض احادیث ایسی روایت کی ہیں جو اُن کے سوا کسی اور نے نہیں کیں، (تہذیب التھذیب جلد 4 صفحہ 14) یہ بھی ذہن میں رہے سیدنا سفینہ کا انتقال ہجری 74 میں ہوا اور سعید بن جمہان کا انتقال ہجری 136 میں ہوا، سیدنا سفینہ مدینہ میں رہے اور سعید بن جمہان بصرہ کے رہنے والے ہیں، اُن کی ملاقات بھی آپس میں ثابت ہی نہیں۔ ابن حجرؒ نے اُس کے بارہ میں امام بخاریؒ کا بھی ایک قول نقل فرمایا ہے کہ: **قال البخاری فی حدیثہ عجائب** اس کی حدیث میں بڑی عجیب وغریب باتیں ہوتی ہیں۔ ان عجیب وغریب باتوں میں سے اور ان مخصوص احادیث میں سے جن کو سوائے اس راوی کے اور کسی نے سیدنا سفینہ سے روایت نہیں کیا، ایک یہ حدیث خلافت کو تیس 30 سال میں مقید کرنے کی بھی ہے جس کو سوائے سعید بن جمہان کے اور کسی نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے نقل نہیں کیا۔

دوسری طرف یہ خبر جس کو سیدنا سفینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر رہے ہیں کوئی معمولی اور غیر اہم خبر نہیں ہے۔ بلکہ ایک نہایت اہم خبر ہے۔ جس سے امت مرحومہ کا مستقبل وابستہ ہے لیکن تعجب کا مقام ہے کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور صحابیؓ نے آپ سے اس کو نقل نہیں کیا اور نہ ہی سعید بن جمہان کے سوا اور شخص نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا، حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں ہے۔ بلکہ بعد کے کسی ذہن کی اختراع ہے اور سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنھم کی خلافتوں کی مدت کو جمع کر کے اس حدیث کے الفاظ بنائے گئے ہیں، حالانکہ ان چاروں خُلفاء کی خلافت میں جب تک سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ درج نہ کیے جائیں اس وقت تک تیس سال مکمل نہیں ہوتے۔ لیکن حدیث کے الفاظ میں اُن کی خلافت کو تیس 30 سال میں شمار نہیں کیا گیا بلکہ ''سیدنا علی'' رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ہی تیس 30 سال پورے کر دیئے جو کہ خلاف واقعہ ہیں۔ دوسری بات اس حدیث میں یہ ہے کہ سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''بنو اُمیہ'' کہتے ہیں کہ ہم میں بھی خلافت ہے تو جواب میں سیدنا سفینہؓ نے فرمایا: **ھم ملوک من شر الملوک** ''وہ برے بادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں''۔ اگر سیدنا سفینہ رضی

اللہ عنہ کی رائے ''بنو اُمیہ'' کے بارہ میں یہی ہوتی جس کا اظہار اُنہوں نے اس حدیث میں فرمایا ہے تو وہ کبھی بھی سیدنا معاویہؓ اور یزید بن معاویہؒ کے ہاتھوں پر بیعت نہ فرماتے اُن کا ان دونوں کے ہاتھوں پر غیر مشروط بیعت فرمالینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ دونوں کی خلافت صحیح سمجھتے تھے۔

اسلامی حکومت اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اُس میں بارہ خلفا نہ ہوں:

اس حدیث کے غیر صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ متعدد احادیث کے مخالف اور معارض ہے۔ ان میں سے ایک صحیح ترین حدیث وہ ہے جس کو امام بخاری اور مسلم اور دوسرے کئی ایک محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، یہ حدیث سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ

ان هذا الامر لاينقضى حتى يمضى فيه اثنا عشر خليفة، قال ثم تكلم بكلام خفى على قال فقلت لابى ما قال؟ قال: كلهم من قريش.

ترجمہ: اسلامی حکومت اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اُس میں بارہ خلفاء نہ ہوں سیدنا جابر فرماتے ہیں کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آواز سے کوئی بات کہی جس کو میں نہ سُن سکا۔ لہذا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپؐ نے کیا فرمایا انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہونگے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں: **لايزال هذ الامر عزيزاً الى اثنى عشر خليفة، قال ثم تكلم بشى لم افهم فقلت لابى ماقال فقال كلهم من قريش.** ترجمہ: اسلام بارہ خلفاء کے زمانہ تک برابر عزت والا رہے گا سید جابر کہتے ہیں کہ آپ نے پھر کچھ اور بھی فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ بارہ خلفاء سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ (مسلم شریف، جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 119، بخاری مع فتح الباری جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 179) ایک روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں **لايزال امر اُمتى صالحاً.** یعنی: میری اُمت کے معاملات بہتر رہیں گے۔ (فتح الباری جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 180) اسی قسم کی ایک روایت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ اُن سے ایک شخص نے پوچھا:

يا اباعبدالرحمن، هل سألتم رسول الله صلى الله عليه وسلم كم يملك هذه الامة من خليفة؟ فقال عبدالرحمن بن مسعود رضى الله عنه ما سألنى عنها أحد منذ قدمت العراق قبلك ثم قال، نعم! ولقد سألنا رسول الله صلى الله عليه سلم فقال اثنا عشره كعدة نقباء بنى اسرائيل.

ترجمہ: اے ابوعبدالرحمٰن کیا آپ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا تھا کہ اس اُمت پر کتنے خلیفہ حکومت کریں گے؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب سے میں عراق آیا ہوں تجھ سے پہلے

کسی نے یہ سوال مجھ سے نہیں کیا پھر آپ نے فرمایا، ہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ بارہ خلیفہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر۔ (مجمع الزوائد، جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 190، مسند ابی داؤد طیاسی حدیث نمبر 1278، 967 تفسیر ابن کثیر، جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 32، فتح الباری، جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 81 مسند احمد وغیرہ)

سنن ابی داؤد میں جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں اُن بارہ خلفاء کی ایک خاص صفت منقول ہے کہ: **کلھم تجتمع علیہ الامۃ** ان سب پر اُمت جمع ہوگی۔ (سنن ابی داؤد، جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 170)

بارہ خُلفاء کی تعین از ملا علی قاری:

فالا ثنا عشر ھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ و معاویۃ وابنہ یزید وعبدالملک بن مروان واولادہ الاربعۃ وبینھم عمر بن عبدالعزیز.

(شرح فقہ اکبر، صفحہ نمبر 184 شرح عقیدۃ الطحاویہ، صفحہ نمبر 553 فتح الباری، جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 182)

اس بات کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون. قالوا: ما تأمرنا قال فوا بیعۃ الاول فالاول

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود اُن کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ کسی اور نبی کو اُس کے بعد بھیج دیتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خُلفاء ہوں گے اور کثیر ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ آپ اُن کے بارہ میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ''یکے بعد دیگر ہر بیعت پر وفا کرو'' (بخاری، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 491 مسلم جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 126 مسند احمد، جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 290)

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446 فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

سلیم کوثر

آپ کا ہوں

صاف لکھا ہے سرِ لوحِ جبیں آپ کا ہوں
میرے آقا میں کسی کا بھی نہیں آپ کا ہوں

کرۂ عشق سے باہر بھی حضور آپ کا تھا
کرۂ عشق میں جب سے ہوں مکیں آپ کا ہوں

مجھ کو بہکائے گا کیا جلوۂ دنیا کا فریب
میرا ایمان کی حد تک ہے یقیں آپ کا ہوں

سب کو ہے ناز غلامی پہ بڑی طاقتوں کی
میرا اعزاز کہ میں خاک نشیں آپ کا ہوں

اس کی خوشبو کی دھنک ہے سرِ افلاک سلیم
حق تعالیٰ نے عطا کی ہے زمیں، آپ کا ہوں

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

نور اللہ فارانی　(قسط:۱)

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شاعری میں قرآنی تلمیحات

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شہرت دوام کی سب سے بڑی وجہ ان کی شعلہ بار اور وجد آفریں خطابت ہے۔ آپ کی خطابت کی اس شہرت نے آپ کے دیگر خصائص وکمالات پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اس تحریر میں خطابت سے ہٹ کر ان کی ایک اور خصوصیت ''شاعری'' کی ایک پہلو پر خامہ فرسائی کی کوشش کی گئی ہے۔ آپ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ شعرفہمی، شعرشناسی اور شعرگوئی کی دولت سے بھی نوازے گئے تھے۔ برصغیر پاک وہند کے بڑے باکمال اساتذہ سخن نے آپ کی شعرفہمی اور سخن شناسی کا نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ بڑے وقیع الفاظ میں اس حوالے سے داد وتحسین سے بھی نوازا ہے۔ آپ نے اگرچہ باقاعدہ کوچۂ شعرگوئی میں نہ قدم رنجہ فرمایا ہے اور نہ اس دشت کی صحرانوردی کی ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کی موزوں طبیعت کبھی کبھار شعرگوئی کی طرف ضرور مائل ہوئی۔ اور نہ چاہتے ہوئے کبھی فی البدیہہ اور کبھی کبھار کسی شاعر کے اشعار سے متاثر ہو کر شعر کہہ جاتے۔ آپ نے شعرگوئی میں سب سے پہلے باقاعدہ مولوی محمد دین غریب امرتسری (۱) شاگردی کی۔ وہ خود فرماتے ہیں: ''زمانۂ تعلیم میں سب سے پہلے میں نے مولوی محمد دین صاحب غریب امرتسری مرحوم کی شاگردی کی۔ وہ کوچہ خراسیاں (امرتسر) میں رہتے تھے۔ میں ان کے پاس وہیں ان کے مکان پر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھے مصرع طرح دیا۔

ادھر ڈھونڈتی ہے اُدھر ڈھونڈتی ہے

اور کہا کہ شعر بنا کر لاؤ۔ اس پر میں نے مصرع لگایا۔

وہ آنکھوں میں موجود اور چشم حیراں

دوسرے دن میں نے جا کر کہا کہ ایک ہی مصرع لگا کر لایا ہوں۔ سن کر پھڑک اٹھے اور بہت داد دی۔'' (۲)

مولانا غریب امرتسری کے بعد میانوالی جیل میں سالک مرحوم سے بھی اصلاح ومشورۂ شعر وسخن فرماتے رہے۔ علامہ طالوت کو بھی استاد کہتے اور ان سے گاہے بگاہے اصلاح لیتے۔ اپنی طوفان آسا زندگی کے نشیب وفراز میں جب طبیعت موزوں پاتے تو اردو یا فارسی میں اشعار کہتے۔ شورش کاشمیری کے بقول ''کوئی باقاعدہ شاعر نہ تھے اور نہ شاعری باقاعدہ تھی۔ بس جذبات کا ایک اُبال تھا'' (۳)

علامہ طالوت شاہ جی کی شاعری کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''نہ یہ اشعار اس بنا پر انہوں نے لکھے ہیں کہ واقعی وہ شعر لکھ رہے ہیں اور نہ فن کو انہوں نے کبھی اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان کی حیثیت محض تبرکات اور تاریخ کے گم ہو جانے والے اوراق کے لیے صرف یاداشت کی ہے اور بس'' (۴)

شاہ جی کی شاعری کا مختصر مجموعہ ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا ابوذر بخاریؒ نے مرتب فرما کر مارچ ۱۹۵۵ء

میں شائع کر دیا تھا۔ اس مجموعہ میں چند نعتیں، بعض بزرگوں کی منقبت، اس دور کے سیاسی اور ملکی حالات کی منظر کشی اور طنز و مزاح پر مشتمل اشعار شامل ہیں۔ ابتداء میں ''تعارف'' کے عنوان سے مرتبِ کتاب سید ابوذر بخاری کا ۳۸ صفحات پر بسیط مضمون شامل ہے۔ اس کے بعد علامہ طالوت کا تقدمہ شاملِ کتاب ہے جو اٹھارہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں باقی کتاب میں شاہ جی کی شاعری اور ان کا شان ورود ذکر کیا گیا ہے۔ پوری کتاب ۱۵۲ صفحات کی حامل ہے۔ چونکہ آپ ایک عالم دین تھے اور قرآن و حدیث کا علم رکھتے تھے۔ قرآن سے آپ کی بے پناہ شغف ومحبت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ (۵) یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں جا بجا قرآنی تلمیحات کے حوالے ملتے ہیں اور کیونکہ ہمارا موضوع فقط وہ تلمیحات ہیں جن کا تعلق قرآن حکیم سے ہے۔ (اور ایک دو تلمیحات احادیث کے بھی) سو ہم فقط اسی پر اکتفا کریں گے۔

ڈاکٹر مصاحب علی صدیقی نے تلمیح کی مختلف تعریفات کا جائزہ لینے کے بعد ہر ایک تعریف میں کمی وزیادتی کا ذکر کیا ہے اور آخر میں تلمیح کی ایک جامع تعریف لکھنے کی سعی کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''تلمیح وہ صنعت معنوی ہے جس میں شاعر اپنے کلام میں کسی مسئلۂ مشہور یا قصہ یا قول یا مثل یا اصطلاح نجوم یا موسیقی وغیرہ کی طرف اشارہ کرے جس کے بغیر معلوم ہوئے اور بے سمجھے کلام کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں نہ آوے۔ آیت قرآن پاک کا لانا، کسی معجزہ کا ذکر کرنا، کسی حدیث کو نظم کرنا، کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرنا تلمیح کی تعریف سے خارج از بحث نہ سمجھنا چاہیے بلکہ ان کو بھی تلمیح کی تعریف کا ایک ضروری جزء تصور کرنا چاہیے۔'' (۶)

آیات مبارکہ کے ترجمہ کے لیے شاہ عبدالقادرؒ کے قرآنی ترجمہ ''موضح قرآن'' کا انتخاب کیا گیا ہے۔ (۷) ایک دو مقامات پر اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے پوری آیت کے بجائے مطلوبہ حصے پر اکتفا کیا گیا۔ سواطع الالہام کا صفحہ نمبر حوالوں کی کثرت سے بچنے کے لیے ہر شعر کے سامنے مضمون کے متن میں لکھا گیا ہے۔

(1) اِلَّا فِرَارًا

اسے وعظ سننے کا ہے شوق بیحد
نتیجہ نہیں کچھ بھی اِلَّا فِرَارًا (ص۸۶)

اس شعر میں مصرع ثانی کا قرآنی جزو (سورۂ نوح آیت: ۲۸) سے لیا گیا ہے۔ **فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا**. ترجمہ: پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے۔

ایک مرتبہ شاہ جیؒ نے قوم کی اس بے وفائی اور بے اعتنائی کے بارے میں صاحبزادہ فیض الحسن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں اس قوم کو اچھی طرح جانتا ہوں یہ تقریر میری سنتی ہے۔ بچہ نہ ہو تو تعویذ آپ سے لیتی ہے۔ تفسیر ابوالکلام کی پڑھتی ہے۔ حدیث حسین احمد مدنی سے سنتی ہے۔ فقہ اور فتویٰ کے لئے مفتی کفایت اللہ کے پاس جاتی ہے۔ علم احمد علی سے سیکھتی ہے مگر ووٹ کسی اور کو دیتی ہے۔ (۸)

(2) اِلَّا تَبَارًا

ستاروں کی آپس میں یہ گفتگو تھی
مقدر نہیں اس کے اِلَّا تَبَارًا (ص ۸۶)

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں مذکور قرآنی الفاظ (سورۂ نوح آیت: ۲۸) سے لیے گئے ہیں۔ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا۔

ترجمہ: اور گنہگاروں پر یہی بڑھتا رکھ۔

(3) جنۃ النعیم

باغ و بہار ماندیم یعنی کہ جنت النعیم
روئے خوش است وخوئے خوش بوئے خوش وگلوئے خوش (ص ۹۴)

پہلے مصرعہ کے آخر میں وارد قرآنی ترکیب قرآن مجید میں پہلے جزو کے واحد اور جمع دونوں صورتوں میں دس مرتبہ آیا ہے ہم نے یہاں (سورۃ الشعراء ایت ۸۰) کو ترجیح دی ہے۔ وَاجْعَلْنِی مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ۔ ترجمہ: اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کے۔

مولانا ظفر علی خان کا شعر ہے۔

نصرت دیں کا صلہ دنیا میں ہے فتح مبیں
اور انعام اس کا عقبیٰ میں ہے جنت النعیم (۹)

(4) والتین والزیتون

دنیا کی بے ثباتی، بے وفائی اور مکر وفن پر مشتمل ایک نظم کے یہ اشعار جس میں قرآنی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

نہ یہ والتین کی دنیا نہ والزیتون کی دنیا
نہ یہ مفروض کی دنیا نہ یہ مسنون کی دنیا (ص ۹۹)

سورۃ التین کی پہلی آیت ہے جو بالترتیب پہلے مصرع میں کچھ فصل کے ساتھ مذکور ہے۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ۔ ترجمہ: قسم انجیر کی اور زیتون کی۔

(5) طلسم سامری

طلسم سامری ہے یہ نہ ہے ہارون کی دنیا
یہ ہے فرعون کی دنیا یہ ہے قارون کی دنیا (ص ۹۹)

اس شعر میں طلسم سامری تلمیح ہے جس سے سامری اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو (سورۃ طٰہٰ آیت: ۸۰) میں مذکور ہے۔ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْ بَعْدِکَ وَاَضَلَّھُمُ السَّامِرِیُّ۔

ترجمہ: فرمایا ہم نے تو بچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے، اور بہکایا ان کو سامری نے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

خون اسرائیل آ جاتا ہے آخر جوش میں

توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری (۱۰)

(6) فسق ورجس اور عذاب الھون

تم اس دنیا کو کیا جانو یہ دنیا کیسی دنیا ہے

یہ فسق ورجس کی دنیا عذاب الھون کی دنیا (ص۹۹)

اس شعر میں ''فسق ورجس'' قرآنی الفاظ ہیں جو (سورۃ الانعام آیت: ۱۴۵) سے لیے گئے ہیں۔ شعر میں تقدیم وتاخیر سے استعمال کیے گئے ہیں، اسی طرح ''عذاب الھون'' بھی قرآنی اقتباس ہے۔ جو (سورۃ الاحقاف: ۲۰) سے شعر کی زینت ہے۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

قُلْ لَا اَجِدُ فِي مَا اُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا اَنْ يَكُونَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَسْفُوحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ترجمہ: تو کہہ میں نہیں پاتا جس حکم میں کہ مجھ کو پہنچا، کوئی چیز حرام، کھانے والے کو جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ مردہ ہو، یا لہو پھینک دینے کا، یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز جس پر پکارا اللہ کے سوا کسی کا نام پھر جو کوئی عاجز ہو نہ زور کرتا اور نہ زیادتی تو تیرا رب معاف کرتا ہے مہربان۔

فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۔ترجمہ: اب آج سزا پاؤ گے ذلت کی مار، بدلہ اس کا جو تم غرور کرتے تھے ملک میں ناحق، اور اس کا جو تم بے حکمی کرتے تھے۔

(7) لا الٰہ

قِدم بہ جلوہ بہ بین وحدوث رابہ جبیں

چہ جلوہ و چہ جبیں، لا الٰہ می چکدش (ص۷۸)

اس نعت کا ترجمہ نظم معری کی ہیئت میں ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری نے عمدہ انداز میں کیا ہے متذکرہ بالا شعر کا ترجمہ ان کی زبان قلم سے ملاحظہ ہو۔

قِدم علوم نبوت، حدوث عرق جبیں

کہ لا الٰہ علوم و جبیں سے ٹپکے ہے

اس شعر میں بھی ''لا الٰہ'' قرآنی الفاظ ہیں جو متعدد مقامات پر قرآن مجید میں وارد ہیں۔ ہم نے سورۃ البقرۃ:

آیت ۱۶۳، اس تحریر میں شامل کی ہے۔

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ: اور تمہارا رب اکیلا رب ہے۔ کسی کو پوجنا نہیں اس کے سوا۔ بڑا مہربان رحم والا۔

(8) حبلِ ورید

خواجہ درذات آنچناں پیوست
ہمچو آں ذات نزدِ حبلِ ورید (ص۱۰۲)

اس شعر میں یہ قرآنی تلمیح تھوڑی سی تبدیلی (بغیر الف لام) کے ساتھ وارد ہے مگر اشارہ (سورۂ ق آیت:۱۶) کی طرف ہے۔ **وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ**۔ ترجمہ: اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ۔

یہ شعر حضرت شاہ جی کی فارسی نظم کی ہے جو انھوں نے حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی منقبت میں کہی ہے اور انتہائی وقیع الفاظ میں ان کے مقام و مرتبے کا ذکر کیا ہے اور اس نظم میں خواجہ صاحبؒ سے اپنی عقیدت و محبت کا خوب اظہار کیا ہے۔ اس شعر میں وہ خواجہ صاحب کے تقرب الی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: خواجہ غلام فریدؒ کو اپنے رب سے کمال تقرب حاصل تھا۔ ایسا تعلق اور تقرب جیسے رب کو انسان سے جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ علامہ اقبالؒ یہ تلمیح اپنے ایک شعر میں یوں استعمال کرتے ہیں۔

قلب مومن را کتابش قوت است
حکمتش حبل الورید ملت است (۱۱)

اور مولانا ظفر علی خانؒ کا شعر ہے

مظلوم کی فریاد سنی اس کے خدا نے
کٹنے کو ستم گر کی ہے حبل ورید آج (۱۲)

(9) لات مناۃ

تم ذات صفات کو کیا جانو؟
لات مناۃ کے جاننے والو
تم کیا جانو اے نادانو
تم کیا سمجھو تم کیا جانو (ص۱۲۸)

اس شعر میں مذکور قرآنی اسماء (سورۃ النجم آیت:۱۹۔۲۰) سے مستعار لیے گئے ہیں۔ **اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی**۔

ترجمہ: بھلا تم دیکھو تو! لات اور عزیٰ۔ اور منات وہ تیسری پچھلی۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

وہی حرم ہے وہی اعتبارِ لات ومنات
خدا نصیب کرے تجھ کو ضربتِ کاری (۱۳)

(10)　نستعین اور ایاک

بیا کمال شرافت بہ نستعین بنگر
نگاہ کن چہ وفائیہا بہ حرفِ ایاک است (ص۱۴۲)

آیئے دیکھیئے شرافت کی اعلیٰ مثال جو لفظ نستعین میں مضمر ہے۔اور لفظ ایاک سے مترشح محبت امیز وفاؤں پر بھی غور فرمائیں۔

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں (سورۃ الفاتحۃ آیت :۴) سے استفادہ کیا گیا ہے۔اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ترجمہ: تجھی کو ہم بندگی کریں،اور تجھی سے مدد چاہیں۔

مولانا ظفر علی خان لفظ ''ایاک نستعین'' سے اپنے ایک شعر کو مزین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

غیر از خدا کسی سے مدد مانگتے نہیں
مل کر پکارتے ہیں ایاک نستعین (۱۴)

(11)　**یفعل مایشاء اور یحکم مایرید**

یفعل مایشاء ہے شان اس کی
یحکم مایرید ہے آن اس کی (۱۵)

اس شعر کے دونوں مصرعوں کے ابتداء میں قرآنی الفاظ (سورۃ الحج آیت:۱۴اور آیت:۱۸) سے ماخوذ ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ۔ترجمہ:اللہ کرتا ہے جو چاہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ۔ ترجمہ:اللہ کرتا ہے جو چاہے۔

(12)　**مازاغ، وماطغٰی اور ماعرفناک**

گرہ بطرۂ مازاغ وماطغٰی بستند
ولے سخن زسرِ تاجِ ماعرفناک است (ص۱۴۲)

اس شعر کے مصرع اولیٰ میں قرآنی الفاظ (سورۃ النجم آیت ۱۷) سے لیے گئے ہیں۔مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ترجمہ: بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔

شاہ جیؒ خود فرماتے ہیں: یعنی ایک طرف معراج میں تو یہ عالم ہے کہ جلوۂ ذات کے مشاہدہ میں آنکھ نہیں جھپکی اور دوسری طرف دنیا میں عبادت کا یہ حال ہے کہ عجز وحیرت اور فناء کلی کے مقام کو پہنچے ہوئے ہیں۔اور اعلان ہو رہا ہے کہ ہم نے آپ کو ابھی بھی نہیں پہچانا۔اور شاہ جیؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

’’شعر بھی ایسا لاجواب ہے کہ آج تک اس مضمون کے ساتھ خود میری نظر سے کسی استاد کا کلام نہیں گزرا۔ میں نے معراج لکھ دی ہے۔‘‘(۱۶)

اقبال کے ہاں ’’مازاغ‘‘ کی تلمیح ملاحظہ ہو۔

فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
تری نظر کا نگہبان ہو صاحبِ مازاغ (۱۷)

علاوہ ازیں اقبال نے دو تین اور مقامات پر بھی ’’مازاغ البصر‘‘ کی تلمیح استعمال کی ہے تطویل سے پہلو تہی کرتے ہوئے اسی ایک شعر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

مولانا ظفر علی خان کا شعر ہے۔

آنکھ مازاغ البصر کے سرمہ سے بیگانہ ہو
حیف ہے پھر بھی ہو اس کو ماطغیٰ کی آرزو (۱۸)

زیرِ تبصرہ شعر کے دوسرے مصرعہ میں لفظ ’’ماعرفناک‘‘ کو شاعر بطور حدیث کے لائے ہیں جبکہ یہ حدیث نہیں بلکہ ثقہ مشائخ کا وردا ور مقولہ ہے۔ ہاں مولانا محمد یاسین خان قاسمی نے اس قول کو معناً درست قرار دیا ہے (۱۹)

علامہ اقبال بھی اپنے فارسی اور اردو کے دو شعروں میں لفظ ’’ماعرفناک‘‘ بطور حدیث کے لائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

خدا اندر قیاس ما نہ گنجد
شناس آں را کہ گوید ماعرفناک (۲۰)

ایک اور اردو شعر میں اس قول کی طرف بطور حدیث کے اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھڑک اٹھا کوئی تری ادائے ماعرفنا پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں (۲۱)

(جاری ہے)

حبیب الرحمٰن بٹالوی

حروف ابجد کے اعداد اور اُن کے اثرات

موبائل فون کی ایجاد سے پہلے، ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کرنے اور پیغام رسانی کے لیے عموماً خط کتابت کا ذریعہ استعمال کیا جاتا تھا۔ اور پیشانی پر ''بسم اللہ'' لکھ کر خط کی ابتدا کی جاتی پھر اس خیال کے تحت کہ اس طرح لکھنے سے بے ادبی نہ ہوتی ہو۔ کسی عالم نے اُس کے حروف کے اعداد نکال کر اُسے ''786'' کی شکل دے دی۔ بعدازاں مزید برکت کے لیے ''786'' کے ساتھ، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی، اسم گرامی ''محمدؐ'' کے اعداد کا مجموعہ (92) بھی لکھا جانے لگا۔ (م+ح+م+د=40+8+40+4=92)

قدیم دور کی ادبی کتابوں میں حروف ابجد کے اعداد کی مدد سے، سن ولادت اور سن وفات نکالنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جو آج کل متروک ہے اس کی ایک دو مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔ اکبرالہ آبادی نے شبلی نعمانی کی وفات پر یہ قطعۂ تاریخ کہا جس سے شبلی کی تاریخ وفات 1332ھ برآمد ہوتی ہے۔

شبلی ہی اُٹھ گئے تو میں اب جاؤں کس کے پاس
شعر و سخن کے بزم نظر آتی ہے اداس!
ڈھونڈا جو دل نے مادۂ سال انتقال
پھر نے لگا نگاہ میں ''یار سخن شناس''
(1332ھ)

1972 میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی عطا کی میں نے کوشش کی کہ بیٹی کا نام ایسا ہو جس کے حروف اعداد کے مجموعے سے اُس کا سنِ ولادت نکلتا ہو چنانچہ میری فکر کا حاصل مجھے اس شکل میں موصول ہوا:

فکر کی تاریخِ نومولود کی	غیب سے آئی ندا ''رضوانہ شیخ'' (1972ء)

اسی حوالے سے ایک دلچسپ کہانی کا ذکر بھی موضوع سے ہٹ کر نہ ہوگا کہ ہندوستان کے ایک بادشاہ ''شاہ جہاں'' گزرے ہیں۔ ہمسایہ ملک کے شعراء وادباء نے اعتراض اٹھایا اور ہندوستانی مسافروں سے کہا کہ آپ کا بادشاہ صرف ہندوستان کا بادشاہ ہے لہٰذا اُسے شاہ ہند کہا جائے، شاہ جہاں نہیں کہ وہ سارے جہان کا بادشاہ نہیں ہے۔ ہندوستان کے ادیب، شاعر سر جوڑ کے بیٹھے سوچ بچار کے بعد، درج ذیل صورت میں اعتراض کا جواب تحریر کیا گیا۔ مطلوب: شاہ ہند = شاہ جہاں

شاہ = شاہ

ہ = ہ

ن = ن

د = ج+ا

1+3=4

4=4

پس شاہ ہند = شاہ جہاں

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کا ایک دلچسپ اور مفید مضمون جو آغا شورش کاشمیری کے رسالے ہفت روزہ چٹان کی اشاعت (4 جنوری 1960ء) میں چھپا اور ڈاکٹر صاحب کی کتاب ''من کی دنیا'' میں بھی شامل ہے۔ اُس میں اُنہوں نے لکھا ہے:

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روحانی علوم میں بھی ماہر تھے۔ آپ نے ایسے افراد کے لیے جنہیں کوئی پریشانی، بیماری، فکر یا مصیبت لاحق ہو نہایت عمدہ نسخہ تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے نام کے اعداد بحسابِ ابجد نکالیے۔ ہر اللہ کے ننانوے ناموں میں سے ایسے ناموں کا انتخاب کیجئے جن کی میزان اعداد آپ کے نام کے اعداد سو مثلاً ''نور محمد'' کے اعداد یہ ہیں: نور 256 محمد: 92 میزان: 348 دوسری طرف اللہ کا کوئی ایک نام ایسا موجود نہیں جس کے اعداد کی میزان 348 ہو۔ پس نور محمد کو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد یا بصیر یا ولی کا ورد کرے۔ ان شاء اللہ مصائب کا سلسلہ رُک جائے گا۔ میں نے اس نسخے کو خود آزمایا لاتعداد احباب کو دیا اور ہر جگہ اس کے اثرات ایک جیسے مرتب ہوئے۔ بیماریاں، مصیبتیں پریشانیاں ان کا پیچھا چھوڑ گئیں۔ خود میری کیفیت یہ ہے کہ میں رب رحیم کی کرم فرمائیوں کو دیکھ کہ حیرت میں کھو جاتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ جبین نیاز زمین پر رکھ کر ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کا ورد کرتا رہوں۔

ایک دن مجھے نماز کے دوران خیال آیا یہ وِرد اتنی بڑی چیز ہے تبھی تو حضور پرنور بھی مسلسل اس میں مصروف رہتے تھے۔ نماز کے بعد حساب لگانے بیٹھا تو چند لمحات میں یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

سبحان ربی الاعلیٰ کے اعداد سبحان: 121 رب: 202 اعلیٰ 102 میزان 425

محمد رسول اللہ کے اعداد محمد: 92، رسول 296، اللہ 37، میزان: 425

یہ یاد رکھیے کہ یہ وظیفہ صرف اس صورت میں کارگر ہوگا کہ آپ دو قدم اٹھائیں۔ اوّل اپنی زندگی سے گناہ کو دھکیل کر باہر نکال دیں۔ دوم جب دل و نگاہ مسلمان ہو جائیں تو اللہ کے سامنے جھک جائیں۔ دل جھک جائے اور

جسم اکڑا رہے۔ یہ بات کچھ احسن معلوم نہیں ہوتی ظاہر و باطن کی کامل ہم آہنگی کے بعد ہی یہ ورد کارآمد ہوسکتا ہے کہ

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حروف ابجد کے اعداد:

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	20	30	40	50
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
60	70	80	90	100	200	300	400	500	600	700	800	900	1000

اسمائے حسنیٰ کے اعداد:

اسمائے حسنہ کی دو قسمیں ہیں؛ جلالی: مثلاً قہار، مذِل، ممیت، وغیرہ، جمالی: مثلاً رحیم، کریم، وغیرہ۔ بہتر یہی ہے کہ ہم اسمائے جمالی کا ورد کریں۔ ان اسمائے مبارکہ کی فہرست مع اعداد درج ذیل ہے:

۱	احد	۱۳	۱۴	باطن	۶۲	۲۷	علی	۱۱۰
۲	واحد	۱۴	۱۵	حمید	۶۲	۲۸	باقی	۱۱۳
۳	وهاب	۱۴	۱۶	وکیل	۶۶	۲۹	جامع	۱۱۴
۴	حی	۱۸	۱۷	حکم	۶۸	۳۰	قوی	۱۱۶
۵	واحذ	۱۹	۱۸	باسط	۷۲	۳۱	معز	۱۱۷
۶	هادی	۲۰	۱۹	جلیل	۷۳	۳۲	معطی	۱۲۹
۷	ودود	۲۰	۲۰	حکیم	۷۸	۳۳	لطیف	۱۳۱
۸	اول	۳۷	۲۱	بدیع	۸۶	۳۴	سلام	۱۳۴
۹	ولی	۴۶	۲۲	حلیم	۸۸	۳۵	صمد	۱۳۶
۱۰	والی	۴۷	۲۳	ملک	۹۰	۳۶	مومن	۱۳۷
۱۱	ماجد	۴۸	۲۴	عزیز	۹۴	۳۷	واسع	۱۴۵
۱۲	مجیب	۵۵	۲۵	عدل	۱۰۴	۳۸	مهیمن	۱۵۰

۱۳	مجید	۵۷	۲۶	حق	۱۰۸	۳۹	علیم	۱۵۶
۴۰	قیوم	۱۵۶	۵۳	روف	۲۸۷	۶۶	شکور	۵۲۶
۴۱	عفو	۱۵۶	۵۴	صبور	۲۹۸	۶۷	وارث	۷۰۷
۴۲	قدوس	۱۷۰	۵۵	بصیر	۳۰۲	۶۸	خالق	۷۳۱
۴۳	سمیع	۱۸۰	۵۶	قادر	۳۰۵	۶۹	مقتدر	۷۴۴
۴۴	مالک الملک	۱۸۱	۵۷	رازق	۳۰۸	۷۰	خبیر	۸۱۲
۴۵	نافع	۲۰۱	۵۸	رقیب	۳۱۲	۷۱	حفیظ	۹۹۸
۴۶	بر	۲۰۲	۵۹	شهید	۳۱۹	۷۲	عظیم	۱۰۲۰
۴۷	مقسط	۲۰۹	۶۰	مصور	۳۳۶	۷۳	ذو الجلال و الاکرام	۱۰۳۹
۴۸	باری	۲۱۳	۶۱	رافع	۳۵۱	۷۴	غنی	۱۰۶۰
۴۹	کبیر	۲۳۲	۶۲	تواب	۴۰۹	۷۵	مغنی	۱۱۰۰
۵۰	نور	۲۵۶	۶۳	فتاح	۴۸۹	۷۶	طاهر	۱۱۰۶
۵۱	رحیم	۲۵۸	۶۴	متین	۵۰۰	۷۷	غفار	۱۲۸۱
۵۲	کریم	۲۷۰	۶۵	رشید	۵۱۴	۷۸	غفور	۱۲۸۶

قارئین! قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا انتہائی اہم بات ہے۔ مگر مندرجہ بالا توں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو قرآن مجید کی تلاوت بھی اپنا ایک اثر رکھتی ہے کہ الہامی الفاظ توانائی کے طاقت ور یونٹ ہیں۔ برکت رحمت کا باعث ہیں۔ الفاظ سے لہریں نکلتی ہیں۔ اوراد و وظائف کی اپنی ایک تاثیر ہے۔ ہاں! ضروری ہے کہ اچھے نتائج حاصل کرنے کے لیے اُن کے پیچھے نیکی، احسان، خلوص، سچائی، دیانت، امانت، ہمدردی، رزق، حلال اور ایفائے عہد کا سچا جذبہ موجود ہو۔

مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ (قسط نمبر ۱۹)

تاریخ احرار

احرار اور عدم تشدد:

مجلس احرار بے شک سیاسیات میں عدم تشدد کی قائل ہے، یعنی حکومت کے تشدد کو جبر سے برداشت کیا جائے۔ اسی اصول سیاست کو ہم نے کئی ماہ شہید گنج کے ایجی ٹیشن میں بھی استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا ظفر علی خان اور ان کے رفقاء نے ہمارے خلاف غنڈہ گردی کی انتہا کر دی کہ چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ ہم پر تیزاب ڈالے گئے۔ ہمارے صبر نے مخالفوں کا حوصلہ بہت بڑھا دیا لیکن جب اس غنڈہ گردی کا نظام اور انتظام کے ساتھ مقابلہ کیا تو دو ماہ کے اندر اندر مخالفت کے بادل چھٹ گئے اور معاملہ صرف تحریر تک محدود ہو گیا۔ ہم نے اپنا روزنامہ ''مجاہد'' نکال رکھا تھا، وہ ترکی بہ ترکی جواب دیتا رہا۔ پھر ہمارا اثر ورسوخ بڑھنے لگا بالآخر حکومت نے اس کی ضمانت طلب کر لی۔ غریبوں کا یہ اخبار کسی بڑے مالی نقصان کو برداشت کرنے کے قابل نہ تھا، ناچار اسے بند کرنا پڑا۔ اب پھر مخالفوں کے لیے میدان صاف ہو گیا۔ پھر ہمارے خلاف جھوٹ کا طوفان اٹھایا گیا۔ ہمارے عدم تشدد کی پھبتیاں اڑانے لگے۔ احرار کے لیے عدم تشدد سیاسی پالیسی ہے مذہب نہیں۔ جب جان اور آبرو پر بن آئے تو ہر ہتھیار کا اٹھانا جائز ہے۔

جھوٹ کی دیوار گرنا شروع ہوگئی:

''مجلس اتحادِ ملت'' آخر کیا ہے؟ اس میں وہ تمام عناصر شامل تھے جنھیں احرار کی مخالفت منظور تھی۔ مگر ان میں کوئی ذہنی اتحاد نہ تھا زیادہ تر وہ اصحاب شامل تھے جو خالص کانگریسی ذہن رکھتے تھے اور مسلمانوں کی کسی اور جماعت کا عروج دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔ خصوصاً مجلس احرار کی سی غریبوں کی جماعت سے انھیں اسی لیے بیر تھا۔ وہ غریبوں کو منظم اور طاقتور دیکھ کر کچلے سر سانپ کی طرح پیچ وتاب کھاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جماعت کسی اور جماعت کی مخالفت پر زندہ نہیں ہو سکتی اس کا اپنا پروگرام ہونا چاہیے مگر شہید گنج کے حامیوں کا تو کسی مسجد کی تقدیس پر ہی اتفاق نہ تھا۔ کہاں ڈاکٹر عالم اور کہاں مسجد شہید گنج۔ وہ تو الیکشن جیتنے کے لیے مسجد کی آڑ لے رہے تھے۔ مجلس احرار کے ساتھ غریب جماعت ہونے کے باعث انھیں تعاون سے گھن آتی تھی۔ اس لیے اکثر واقعی ان میں جوتا چلا۔ رپٹ رپورٹ تک بھی نوبت پہنچی۔ اتحاد ملت میں ایسے لیڈر پیدا ہو گئے جو کسی سیاسی اخلاق کے مالک نہ تھے۔ ہر روز کے رگڑے جھگڑے سے مولانا ظفر علی خان کی اتحاد ملت کا وقار کم ہونے لگا۔ سیاست اسلامی کے اس شاطر کامل یعنی میاں سر فضل حسین کی عقابی نظر نے ڈلہوزی کی بلندیوں سے دیکھا کہ کیا کرایا کام بگڑ رہا ہے۔ اس لیے مولانا ظفر علی

خان کو، جو، اب سرکاری مہرے کے طور پر کام کر رہے تھے پہاڑ پر بلایا۔ میاں سر فضل حسین کا خیال تھا کہ احرار کا اثر و رسوخ زیادہ تر ان کی اپنی تنظیم اور بہادری پر قائم ہے کچھ اثر مرزائیت کی مخالفت کے باعث بھی ہے۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ مرزائیت کو نقصان پہنچائے بغیر تردیدِ مرزائیت کا کام مولوی ظفر علی کے ہاتھ میں دیا جائے۔ اس طرح پبلک کی رہی سہی توجہ احرار سے ہٹا کر اتحاد ملت اور مولانا ظفر علی خان کی طرف کر دی جائے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ احرار کو اس منصوبے کی خبر ایک ایسے شخص نے دی جس کو میاں صاحب بڑا معتمد سمجھتے تھے۔ لیکن وہ دل سے میاں صاحب کے عروج کا مخالف تھا۔ اس نے اپنے خاص آدمی کی معرفت پیغام بھیجا کہ تجویز یوں ہوئی ہے کہ مرزائیوں کے خلاف مقدمہ دائر کر کے انھیں خارج از اسلام قرار دلایا جائے۔ مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کی توجہ فضول مقدمہ بازی کی طرف مبذول ہو جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انگریزی عدالت بالآخر مرزائیوں کے حق میں فیصلہ دے گی۔ مرزائیوں کا اسلام بھی ثابت ہو جائے گا اور کئی سال تک مذہبی رجحان رکھنے والے مسلمانوں کی ہمدردی بھی احرار سے کم ہو جائے گی۔ جوں ہی معتبر ذریعہ سے یہ رپورٹ ہمیں پہنچی ہم نے اسے اخبارات میں شائع کر دیا۔ اور اسی اشاعت میں اخبار زمیندار نے میاں سر فضل حسین کی تجویز کو اپنی تجویز ظاہر کر کے شائع کیا۔ ہماری اطلاع بہت پہلے ہی اخبارات میں پہنچ چکی تھی۔ تمام اخبارات اور پبلک کو یقین آ گیا۔ کہ مولانا فریب افرنگ میں آ گئے ہیں۔ مولانا نے خود بھی محسوس کیا کہ گویا وہ گنا کبیرہ کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔ تجویز کا بھانڈا پھوٹ جانے پر مولانا نے ایسی چپ سادھی کہ پھر کچھ نہیں بولے۔ مولانا صاحب اور میاں صاحب کی ملی بھگت کا شہرہ ہر طرف پھیلا۔ اس سے ان کے مداحوں میں اور مایوسی پھیلی۔ لوگوں نے سمجھ لیا۔ کہ مولانا سستے داموں بک گئے۔

داخلہ اسمبلی کا ریزولیوشن:

مجلس اتحاد ملت جو مولانا ظفر علی خان کی واحد ملکیت تھی، اس میں ڈاکٹر محمد عالم کے اصرار پر اسمبلی میں داخل ہو کر شہید گنج کو حاصل کرنے کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ یہ ریزولیوشن اتحاد ملت کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوا۔ سب نے سمجھ لیا کہ جو احرار نے کہا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔ اتحاد ملت کا تو عملاً خاتمہ ہو گیا۔ البتہ ڈاکٹر عالم اور ملک لعل خان کو اسمبلی میں امیدوار کھڑے ہونے کے لیے ایک مردہ جماعت کا نام مل گیا۔ یہ ساری خون ریزی یہ سارا ایجی ٹیشن گویا اس لیے تھا کہ دو دوستوں کو اسمبلی میں جانے کا موقعہ مہیا کیا جائے۔ سعید روحوں نے اس جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ چند کرایہ کے ٹٹو رہ گئے، جو الیکشنوں میں تھوڑی بہت مالی امداد کی امید پر اتحاد ملت کی ٹوٹی کشتی سے چمٹے رہے۔ اب پھر احرار کا بول بالا ہونے لگا۔ ہم مستعد ہو کر ان زہریلے اثرات کو دور کرنے میں لگ گئے۔ کسی کے خلاف بدظنی پھیلانا کیسا آسان ہے۔ مگر اس کا ازالہ کرنا کیسا دشوار ہے۔ بدظنی باز کی طرح تیز رفتار ہوتی ہے۔

حسن ظن چیونٹی کی طرح سست رو ہوتا ہے ہم نے بہت محنت کی۔ شہروں میں تو سوائے ابدی نامرادوں کے سب ہمارے ہم خیال ہو گئے۔ البتہ دور دراز مقامات میں ہم نہ پہنچے۔ وہاں ہمارے خلاف تعصب موجود رہا۔

احرار کی سول نافرمانی:

اسلام اگر ایک طرف کفر کا سر نیچا کرتا ہے تو یہ دوسری طرف سر جا نکالتا ہے۔ مرزائیت یوں تو ہر گوشۂ ملک میں نامراد و ناکام ہو چکی تھی۔ لیکن شہید گنج کے ایجی ٹیشن میں احرار کی کمزوری اور اس کی توجہ مدافعانہ کارروائیوں کی طرف دیکھ کر اسے اپنی زندگی کی امید پیدا ہو گئی۔ اور مرزائیوں نے اسی عرصہ میں تمام علاقے گورداسپور کو اپنے زیر اثر لانے کی سعی کی۔ حکومت کی مہربانی سے احرار کا داخلہ سارے ضلع میں بند کر دیا گیا تھا۔ اب ہمارے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ہم قربانی کر کے ضلع بھر کے مسلمانوں کو یقین دلائیں کہ ہم کسی مصیبت میں بھی مرزائیت کی اسلام دشمنی کو بھولے نہیں اور احرار ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب باوجود امتناعی احکامات کے قادیان میں جمعہ پڑھانے چلے گئے۔ اور گرفتار ہو کر سزایاب ہوئے۔ اسی طرح یو۔ پی۔ سے مولانا محمد قاسم اور پنجاب سے قاضی احسان احمد اور میں سرکاری احکامات کی خلاف ورزی کر کے گرفتار ہوئے۔ پھر ہمارے مہربانوں نے انگریزی سرکار کو سمجھایا کہ یہ تو تم نے مردہ جماعت کو زندہ کر دیا۔ مرزائیوں نے بھی محسوس کیا کہ یہ تو الٹی آنتیں گلے پڑ گئیں۔ سرحد اور علاقہ غیر میں اس سول نافرمانی کا بہت زیادہ اثر ہوا آخر حکومت کو اپنا تھوکا چاٹنا پڑا اور حکم امتناعی واپس لے کر عام ہیجان کو روکنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا۔

مسلم لیگ سے ہمارا تعاون:

ایک مدت سے مسلمانوں کے آئین پسند طبقے میں میاں سر فضل حسین اور مسٹر محمد علی جناح (قائد اعظم) رہنمائی کے دعویدار تھے۔ ان دونوں کا یکجانہ دل و دماغ تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے حق میں شمشیر برہنہ تھے۔ اور کوئی شخص ان کے مزاج میں دخیل نہ تھا اور وہ کسی کی نہ سنتے تھے۔ اس لیے کسی کو حوصلہ نہ تھا کہ ہمت کر کے ان کو کہتا کہ جنگ سے صلح بہتر ہے۔ دونوں میں میاں فضل حسین زیادہ باتدبیر تھے۔ میں نے ہندوستان میں ان سے زیادہ کائیاں شخص کوئی نہیں دیکھا۔ وہ سیدھی بات کرنے کے قائل نہ تھے۔ ہوشیار سے ہوشیار آدمی کا آسانی سے شکار کھیل لیتے تھے۔ کوے کا شکار کرنا ہو تو بندوق کی نالی دوسری سمت رکھ کر کندھوں کے برابر اٹھانا چاہیے پھر اچانک رخ کوے کی طرف کر کے نشانہ باندھنا چاہیے تاکہ زیرک جانور شکاری کی چال سے بے خبر رہے اور اڑنے کا موقع نہ پائے۔ ایسی ہی میاں صاحب کی تدبیریں ہوتی تھیں۔ وہ بڑے مزاج شناس تھے، اسی انداز سے بات کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ پُر پیچ راستوں سے گذر کر مخالف کی پشت پر آ نکلتے تھے۔ خاتمہ کر کے بھی دشمن کی موت کا الزام سر نہ لیتے تھے۔ برخلاف اس کے مسٹر جناح سیدھی

راہ سامنے آکر چوٹ کرتے تھے۔ دشمن کو ہوشیار اور خبردار کر کے وار کرنا مشکلات میں اضافہ کرتا ہے۔ اسی لیے مسٹر محمد علی جناح (قائد اعظم) مولانا محمد علی اور شوکت علی کے مقابلے میں کانگریس سے پٹ کر نکلے اور مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ میں میاں صاحب کے جیتے جی معقول جگہ نہ کر سکے۔ حکومت ہند کی نظر میں مسٹر محمد علی جناح میاں سر فضل حسین کے سامنے ایک بے اثر شخصیت رہی۔ اب جب الیکشن کی گہما گہمی ہوئی تو قائد اعظم مسٹر علی جناح نے دوڑ گھوم کر مسلم لیگ کے ٹکٹ پر انتخاب لڑنا چاہا، وہ لاہور آکر میاں صاحب پر ڈورے ڈالنے لگے۔ مگر میاں صاحب کچی گولیاں نہ کھیلے تھے۔ انھوں نے صاف جواب دیا کہ خالص اسلامی جماعت کے ٹکٹ پر انتخاب لڑنا عملی سیاسیات میں مفید نہیں۔ کیونکہ اسلامی صوبوں میں مشترکہ حکومت کے سوا کوئی اور صورت نہیں۔ ہندوستان کی سیاسیات میں ایک بڑی الجھن یہ ہے کہ ہندو مسلمان عملاً دو دشمن قومیں ہندوستان میں آباد ہیں مسلمان چونکہ محسوس کرتا ہے کہ ہندو اسے بطور اچھوت کے سلوک کرتا ہے۔ اس لیے عام حالات میں کسی قسم کے تعاون کے لیے تیار نہ تھے۔

دنیا کی سیاسیات کے دو رخ ہیں؛ اصطلاح پسند لیڈر نیکی اور اخلاق کا بیج بوجانے پر پُر اطمینان زندگی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ فوری کامیابی کو کامیاب زندگی کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ مسٹر جناح اور میاں سر فضل حسین دونوں آخری خیال کے علم بردار ہیں، ان کے سیاسی جوڑ توڑ فوری کامیابی کے کفیل ہوتے ہیں۔ وہ دونوں سرمایہ دارانہ نظام کی موجودہ صورت سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہیں۔ اس نظام میں تبدیلی کی سردردی مول لینا پسند نہیں کرتے۔ اگر میاں سر فضل حسین اور مسٹر جناح میں فرق ہے تو یہ ہے کہ میاں صاحب حکومت کی مشین کا پرزہ بن کر زندہ رہے اپنے مفاد اور قومی مفاد دنوں کے پلڑے برابر رکھے۔ یعنی شخصی شان کو برقرار رکھ کر اپنی صوابدید کے مطابق قومی خدمت کو جاری رکھا۔ مسٹر جناح کامیاب بیرسٹر تھے، اس لیے حکومت کی مشینری سے بے نیاز تھے لیکن اپنی شخصیت کو نمایاں رکھنے کے لیے کسی سے کم بے تاب نہ تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ میاں صاحب اور مسٹر جناح اسلامی سیاسیات کی نیام میں دو تلواروں کی طرح گنجایش نہ پا کر ہمیشہ الگ الگ اور برسرِ پیکار رہے۔ تاہم میاں صاحب بڑے ہوشیار تھے۔ مسٹر جناح نے ان کے مقابلے میں ہمیشہ خاک چاٹی۔ میاں صاحب کی کامیاب چالوں نے تو مسٹر جناح کو قطعی مایوس کر دیا تھا۔ لیکن نئی اصلاحات کی گرما گرمی نے پھر مسٹر جناح کی عروق میں خون دوڑا دیا۔ انھوں نے پھر پھریری لی اور میاں صاحب کا راستہ روک کر کھڑے ہوگئے۔ میاں صاحب کی عام سیاسیات سے احرار کو بھی اتفاق نہ ہوا۔ ہاں مسلمانوں کے حقوق حاصل کرنے میں ہم نے کبھی کوتاہی نہیں برتی۔ اگر میاں صاحب سے اتفاق کرنا پڑا تو اس سے گریز نہیں کیا لیکن آزادی ہند کے مسئلہ میں وہ زیادہ بے تاب نہ تھے۔ اس لیے ہماری ہمدردیاں مسٹر جناح کے ساتھ رہی ہیں لیکن یہ قیاس نہ کیا جائے کہ ہم مسٹر جناح کو انقلابی شخص سمجھتے تھے۔ نہیں، بلکہ میاں صاحب کی نسبت مسٹر جناح کو اپنی سیاسیات کے قدرے قریب سمجھتے

تھے۔اس لیے کہ جب کانگریس اور جمعیت العلماء نے بھی لیگ کے ساتھ تعاون کا اعلان کر دیا تو ہمیں اپنی جگہ سوچنا پڑا کہ کانگریس نے بطور ملکی جماعت اور جمعیت نے بطور مذہبی جماعت لیگ کو قبول کر لیا تو ہمیں تعاون میں کیا عذر ہے۔ اس لیے اسلامی سیاسیات کی صورت یہ تھی کہ ملک کا رجعت پسند طبقہ زیرِ سایۂ برطانیہ منظّم ہو رہا تھا تاکہ آزاد خیال افراد کا مقابلہ کرے۔ لیگ اور احرار کا باہمی تعاون ناگزیر تھا۔اس لیے ہم نے لیگ کے ٹکٹ پر کھڑا ہونا قبول کر لیا۔

لیگ کا سرمایہ دارانہ نظام:

اگرچہ عقل کا تقاضا یہ تھا مگر تجربے کی تلخی نے عمل میں اور رنگ پیدا کر دیا۔ جونہی ہم نے لیگ میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ امراء کے ایوان میں زلزلہ آیا۔ امراء نے سوچا کہ مفلسی ہمارے گھر میں کیسے گھس آئی؟ کوئی تدبیر لڑاؤ کہ احرار مکھن سے بال کی طرح نکال دیئے جائیں۔ سرمایہ دار بے حد ہوشیار تھا۔ احرار کا اخلاص تدبیر سے لاپروا رہا۔ مگر تدبیر کیا کرتے۔ جہاں سرمایہ کا سوال ہو وہاں اخلاص کو ہتھیار ڈال دینے ہوتے ہیں۔ پہلے لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے ۵۰ روپے کی رقم مقرر تھی۔ اب احرار کو لیگ کے ٹکٹ کا خریدار دیکھ کر ارباب لیگ نے بھاؤ بڑھا کر ۷۵۰ روپے کر دیا تاکہ غریب احرار کا کوئی امیدوار اتنی رقم دے کر ٹکٹ نہ حاصل کر سکے۔ ہم نے ہزار چاہا کہ یہ رقم ۲۵۰ ہی ہو جائے تو مشکل آسان ہو مگر اس میں کامیابی بہت دور دکھائی دی۔ ناچار احرار نے اپنے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ جب امرائے لیگ نے سمجھا کہ اب خطرہ ٹل گیا کھل کھیلے۔ اب پھر وہی ۵۰ روپے شرح ٹکٹ ٹھہری۔ غریبوں کا امیروں کے نظام میں گھس آنا آسان نہیں۔ جو اسے کھیل سمجھتے ہیں تجربے کی تلخی سے بالآخر منہ بسورتے ہیں۔ جمہوری ادارے جن پر سرمایہ دار قابض ہوں ان میں داخل ہونا بڑا کٹھن کام ہے پھر ان پر قابض ہو کر عوام کے مفید مطلب کام چلانا کھیل نہیں جو بچے کھیلیں۔ بابو سبھاش چندر بوس کی کوشش کا کیا نتیجہ نکلا۔ کانگریس کے سرمایہ دارانہ نظام پر قابض ہونے چلا تھا آخر روپوش ہونا پڑا۔ سوشلسٹ بھی نیشنل فرنٹ بنا کر کانگریس میں اقتدار پیدا کرنے گئے تھے، اپنی جماعتی افادیت بھی کھو بیٹھے اور کانِ نمک میں نمک ہو کر رہ گئے۔

جب بھی احرار کو ایسا مرحلہ درپیش ہو انھیں موجودہ تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ خوب سوچ بچار کر اور پوری تیاری سے کسی سرمایہ دارانہ نظام میں داخل ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ منہ کی کھا کر واپس لوٹنا پڑے۔

سرسکندر حیات اور احرار:

سرسکندر حیات خان کی سیاسیات نے اگرچہ میاں سرفضل حسین کے زیرِ سایہ پرورش پائی۔ مگر انھوں نے میاں صاحب کی امیدوں کو مایوسیوں میں بدل دیا۔ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ میاں صاحب سرفضل حسین ہندوؤں کی نظر میں اورنگ زیب کا بروز تھے۔ سرسکندر نے بڑھ کر امید دلائی کہ ہندوؤں کے لیے وہ اکبر ثابت ہوں گے۔ اس طرح وہ ہندوؤں کا سہارا پا کر ابھرے۔ خاندانی خدمات کے باعث انگریزوں نے ان کا ہاتھ تھاما۔ یہ گمنامی کی سطح سے

اونچے اٹھے پہلی دفعہ پولیس کمیٹی کے ممبر بنائے گئے۔ پھر سائمن کمیشن کی تعاونی کمیٹی کے صدر بنے۔اس صدارت میں راجہ نریندر ناتھ لیڈر ہندو پارٹی کے اثر ورسوخ نے بڑا کام کیا۔ پنجاب کے ہندوؤں کو میاں صاحب کے مقابلے میں مہرہ درکار تھا۔سر سکندر بھی انھیں پوری پوری امید اور حوصلہ دیتے رہے۔ ہندوان سے خوش یہ ہندوؤں سے راضی، راضی خوشی دونوں آنے والے دور کے دن گننے لگے۔ وہ ایگزیکٹو کونسلر اسی خوبی کے باعث بنائے گئے کہ برخلاف میاں صاحب کے ہندو پارٹی کو آپ پر اعتماد تھا۔سر سکندر کی یہی خوبی ان کی گورنری کا باعث ہوئی۔

میاں سر فضل حسین اگر چہ انگریزی سیاسیات کی کل کا بہترین پرزہ تھے لیکن انھیں اپنی لیاقت اور کامیاب سیاسی چالوں پر اتنا ناز تھا کہ وہ انگریز افسران کی ناز برداری کے بجائے ان سے خوشامد کی توقع رکھتے تھے۔ انگریز اعلیٰ افسران سے ان کا رات دن کا رگڑا جھگڑا تھا اور ہر مرحلے پر من مانی منواتے تھے اور خود کسی کی نہ مانتے تھے۔اس لیے انگریز حکام جہاں ان کے کانگریس کے مقابلے میں کامیاب سیاسی ہتھکنڈوں کے معترف تھے، وہاں ان کی محکمانہ دراز دستیوں کے شاکی تھے۔میاں صاحب کئی انگریز اعلیٰ افسروں کو ذلیل کر کے نکال چکے تھے۔جس کو ذرا سرکش پاتے تھے اس کی سرکوبی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔میاں صاحب کی یہ ادا انگریز کو نہ بھاتی تھی۔ برخلاف اس کے سر سکندر حیات خان انگریزوں کے معاملہ میں ایسی مروت برتتے تھے کہ حاکم ہو کر محکوم نظر آتے تھے۔انگریزی حیات کے احترام میں وہ ہندوستانی یا اسلامی حقوق کے لیے بلند بانگ نہ تھے۔مطالبات کے بجائے عرض داشتوں کے قائل تھے۔مبادا انگریز کا مزاج برہم ہو جائے اور لینے کے دینے پڑ جائیں۔

ظاہر ہے کہ میاں صاحب کے مقابلے میں احرار کو سر سکندر حیات سے بھی کوئی دل بستگی نہ تھی۔مگر مصیبت یہ آئی کہ میاں صاحب نے سر سکندر حیات کے مقابلہ میں مرکزی حکومت میں اپنا اقتدار رکھنے کے لیے ظفر اللہ خان قادیانی کو بڑھایا اور مسلمانوں کے جذبات کو پامال کر کے سیاسیات میں اپنا الو سیدھا کرنا چاہا۔انھوں نے اس مسئلے کی اہمیت کو نہ سمجھا اور نہ احرار کی قوت کا ابتداء میں پورا اندازہ کیا لیکن جب طوفانِ مخالفت بڑھ گیا تو احرار کو فنا کے گھاٹ اتارنے کے لیے خطرناک اور کامیاب تدبیریں کیں۔ بے شک ان تدبیروں سے احرار کمزور ہو گئے۔لیکن میاں صاحب کے اثر ورسوخ کو بھی ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر سنبھل نہ سکے۔اور ان کا اپنے ہی غلط عمل سے دل ٹوٹ گیا۔ جب میاں صاحب فوت ہوئے تو سر سکندر کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا پہلے تو وہ لیگ سے وابستہ اس لیے ہو گئے تھے کہ مسلمانوں میں میاں صاحب کا کامیاب مقابلہ ہو سکے۔ان دنوں احرار سے دل بستگی کی بظاہر وجہ یہی تھی لیکن اب انھیں آئینی کامیابی کے لیے میدان صاف نظر آیا اور مسٹر جناح کو دھتا دیا اور احرار کو بھی ٹھینگا دکھایا۔

لیگ میں صرف شہری سرمایہ دار تھے۔ دیہات کی جامد آبادی کے سردار زمیندار انگریز افسروں کی ٹھوکر میں ہیں۔ دیہات میں کون زمیندار ہے جو سرکار کے اشارے کو سمجھ کر سرتابی کرے؟ اسمبلی میں ممبروں کی بڑی اکثریت دیہات سے آئی ہے۔اس لیے سر سکندر کو لیگ کی چنداں پروا نہ تھی۔معرکہ صرف احرار اور سر سکندر حیات کی یونینسٹ

پارٹی سے تھا۔ کیونکہ بعض دیہاتی حلقوں میں احرار کا باوجود شہید گنج گرانے کی کامیاب چال کے اب بھی کافی اثر ورسوخ تھا۔ احرار اگرچہ آزادی ہند کے ان تھک سپاہی ہیں۔ ہندو سرمایہ داروں کو ان کی پروانہیں وہ ہر حال میں مسلمان سرمایہ داروں کے ساتھ ہیں۔ احرار سے دونوں خائف تھے۔ اس لیے ہندوؤں کے اونچے طبقے کی ہمدردی سر سکندر کے ساتھ تھی۔

جعلی اشتہار بازی:

جس طرح لیبر پارٹی کو گذشتہ الیکشن انگلستان کی انتخابی مہم میں تارے دیکھنے پڑے تھے۔ کیونکہ لیبر پارٹی پر بولشویکوں سے ساز باز کا افسانہ تراش کر اس کی اشاعت کی گئی تھی۔ اس طرح ہمارے خلاف شہید گنج کے سلسلہ میں مولانا مظہر علی کا میرے نام فرضی خط اشتہارات کی صورت میں لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ اس سارے کام میں مرزائیوں کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔ ان دنوں ہمارے خلاف قادیانی جماعت نے اخبارات کو خاص امداد دی۔ یہ اشتہار الیکشن کے عین ایک دن قبل شائع کیا گیا۔ جہاں احرار امیدوار کھڑے تھے یہ اشتہار خاص طور پر تقسیم ہوا۔

میرا حلقہ انتخاب سر سکندر اور اس کے ساتھیوں کی توجہ کا مرکز رہا۔ ہمارا سب سے زیادہ زور ان حلقوں میں رہا جہاں مرزائی اور مرزائی نواز امیدوار کھڑے تھے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ اسمبلیوں سے پہلے جب صوبہ جات میں دوعملی تھی۔ اس وقت کی کونسلوں کے ابتدائی برسوں کے انتخابات میں گھوڑا گاڑی کا خرچ ناجائز تھا۔ اس لیے بعض غریب اور درمیانے طبقے کے لوگ بھی کامیاب ہوگئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کونسلوں میں انتہا پسندوں کا زور ہوگیا۔ حکومت نے فوراً معاملہ کو بھانپ لیا اور غریب طبقے کو غریبوں کی نمائندگی سے محروم کرنے کے لیے انھوں نے موٹروں اور موٹر کاروں کی عام اجازت دے دی تا کہ ووٹر پیدل نہ آئیں۔ اس ایک حکم نے غریب امیدواروں کا کامیاب ہونا مشکل بنا دیا پھر تو کونسلیں اور اسمبلیوں کے انتخابات صرف سرمایہ داری کے کرتب رہ گئے۔ اب صرف کانگریس اور لیگ کے امراء کے لیے کامیابی ہے۔ غریب عوام کا اسمبلیوں میں عمل دخل ممکن نہیں۔

میری شکست:

میرے حلقہ انتخاب میں سرگرمی زیادہ رہی۔ میرے علاقہ کے امراء غیر راجپوت مجھ سے زیادہ خوش نہ تھے۔ انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ راجپوت قوم کا پہلے ہی زیادہ اثر ہے۔ اگر اس دفعہ یہ کامیاب ہوگیا تو شاید حکومت پر قبضہ جما بیٹھے۔ اس لیے راجپوتوں کا اقتدار اور بڑھ جائے گا۔ یہ قطعی غیر اسلامی تصور تھا۔ مگر ہندوستان کا مسلمان اسلامی اسپرٹ سے ناآشنا ہے کہ وہ ہر جگہ چند امراء کے زیر اثر ہے۔ امراء کے ایمان کی کائنات اس اعتقاد سے خالی ہوتی ہے کہ مسلمان سب بھائی ہیں۔ اسی لیے عوام بھی ان ہی کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں علاقہ مالی لحاظ سے کمزور اور تعلیم زیادہ ہے۔ لازمی طور سے ہر نوجوان کی زندگی کی امید سرکاری ملازمت ہے۔ میں زندگی بھر حکومت کا مخالف رہا۔ یہ امیدیں میری معرفت پوری نہ ہوتی تھیں۔ یوں بھی امراء کے لڑکوں کے سوا عوام کو ملازمت کہاں

ملتی ہے۔ سر سکندر حیات خان نے لوگوں کو بڑے سبز باغ دکھائے ہر نوجوان یہ سمجھا کہ افضل حق کو نیچا دکھایا تو ڈپٹی ہوئے۔ علاوہ ازیں اعلیٰ ادنیٰ ہر ملازم کو خیال تھا اور برملا حوصلہ افزائی ہوتی تھی کہ افضل سرکار کا دشمن اور اس کا ساتھی حکومت کا باغی سمجھا جائے گا کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ سر سکندر خود افضل حق کے خلاف دوڑا بھاگا پھرتا ہے۔

میری شکست کی سب سے مؤثر وجہ یہ ہوئی کہ لاہور کے لولے لنگڑوں کو مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبدالقادر اور ڈاکٹر عالم کی جماعت اتحاد ملت نے اس غرض سے بھیجا تا کہ وہ علاقہ میں پھر کر لوگوں میں یہ پروپیگنڈا کریں کہ افضل حق نے مسجد شہید گنج گروائی اور اسی نے خود کھڑے ہو کر مسلمانوں پر گولی چلوائی۔ دیکھو اسی ظالم نے گولی چلوا کر ہمیں لولا لنگڑا کر دیا۔ وہ دردناک لفظوں میں اپیل کرتے تھے۔ ایک دو پولنگ اسٹیشنوں پر اس کا بہت برا اثر ہوا۔ ایک عام آگ سی لگ گئی۔ اس طرح مجھے اس حلقہ سے شکست ہوئی جہاں سے مجھے شکست کی امید نہ تھی۔ میری شکست یونینسٹ پارٹی کی بڑی فتح تھی کیونکہ میں انتخابی مہم کا لیڈر تھا۔

لیکن ایک شکست میں فتح کے پھریرے اڑا کر شادکام لوٹنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ کم از کم بارہ ممبر ایسے تھے جو احرار کی مدد سے کامیاب ہوئے تھے۔ چونکہ وہ درمیانے اور اعلیٰ طبقے سے متعلق تھے، اس لیے امراء کی آواز میں ان کے لیے زیادہ کشش تھی، علاوہ ازیں یاد رکھنا چاہیے کہ اونچی کرسی پر بیٹھ کر غریب بھی اونچے طبقے کی سی سوچنے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ احرار کے سب ممبر امراء کی کانِ نمک میں پڑ کر نمک ہو گئے اور احرار سے تعلق توڑ بیٹھے۔ یہ صورت حال صرف اسمبلی کے الیکشنوں میں ہی نہیں ہوئی بلکہ میونسپل انتخابات میں بھی یہ صورت درپیش ہوئی۔ لدھیانہ، جالندھر، لائل پور میں غریب اور درمیانہ طبقہ کے لوگوں نے احرار کے نام پر فتح پائی اور بڑے بڑے سرمایہ داروں کا ٹاٹ الٹ دیا۔ لیکن جونہی کامیاب ہوئے اور سوسائٹی میں ایک درجہ حاصل کر لیا، پھر کرسی نشین ہو کر خاک نشین احرار کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ یہ صرف احرار کا ہی تلخ تجربہ نہیں بلکہ مجلس خلافت نے پنجاب میں الیکشن لڑے، گمنام لوگوں کو ممبر بنایا ان لوگوں نے نام ور ہو کر مجلس خلافت کی پرکاہ کے برابر پروانہ کی۔ دونوں جماعتوں کے تلخ تجربہ کی بنیاد پر ہی اصول وضع کرنا پڑتا ہے کہ انتخابات میں غریب جماعتیں بے حد احتیاط برتیں اپنی پارٹی کے تجربہ کار اور ایثار پیشہ ممبروں کو آگے بڑھائیں۔ ہر سائل کو جماعت کا ٹکٹ نہ دیں جماعت سے وفاداری بڑے ایثار کا کام ہے بلند درجہ پر پہنچ کر اور بلند ہونے کی آرزوئیں دل میں چٹکیاں لینے لگتی ہیں اور کمتر درجہ کے لوگوں کی خدمت کا پاک جذبہ غرضیوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ سیاسیات میں ہمیشہ یہ خیال رہے کہ بھان متی کا کنبہ مضبوط پارٹی کا کام نہیں دے سکتا۔ پارٹی کے ممبر پختہ خیال ہوں اور پارٹی کے پروگرام پر جان دینے والے ہوں۔ سیاسی پارٹی فوجی مشین سے زیادہ مضبوط ہو تو بات ہے ورنہ ریت کی دیوار بھلی۔

(جاری ہے)

☆......☆......☆

اخبار الاحرار

رپورٹ: فرحان الحق حقانی

44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوت اسلام چناب نگر

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام دو روزہ احرار ختم نبوت کانفرنس اور جلوس دعوت اسلام گذشتہ 43 سال سے قادیان میں احرار کی تحفظ ختم نبوت کی جدو جہد کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ میں بھر پور محنت سے اہتمام کر کے منعقد کیا جاتا ہے، امسال 44ویں ختم نبوت کانفرنس تھی۔

یوں تو جناب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مبارک عنوان پہ ملک بھر میں ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی اجتماعات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، مگر چناب نگر کی اس کانفرنس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ محرم کا چاند نظر آتے ہی اس اجتماع کے لیے محنت شروع کر دی جاتی ہے، مجلس احرار اسلام کی عاملہ نے اتفاق رائے سے مولانا محمد اکمل (امیر مجلس احرار اسلام ملتان) کو ناظم اجتماع مقرر کیا۔ اور ان کے معاونین میں میاں محمد اویس، ڈاکٹر عمر فاروق احرار، مولانا فیصل متین سرگانہ، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمود الحسن، قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، بھائی لقمان منشاد، بھائی اشرف علی احرار، بھائی علی اصغر، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمد الطاف معاویہ، محمد قاسم چیمہ، مولانا محمد سرفراز معاویہ، مولانا محمد طیب چنیوٹی کو مقرر کیا گیا۔ ناظم اجتماع جناب مولانا محمد اکمل نے مجلس منتظمہ کے مختلف موقع پہ اجلاس کر کے انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا، جس کیلئے تین سو افراد پر مشتمل مختلف بیس کمیٹیاں قائم کر کے کانفرنس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ اس دوران مسلسل چناب نگر کا سفر جاری رہا، جہاں پنڈال، طعام گاہ، بیت الخلاء، وضو خانے کی تیاری کے ساتھ دیگر امور سرانجام دیے۔ جبکہ قائدین احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مولانا سید عطاء المنان بخاری نے ملک بھر میں اجتماعات سے خطاب کیا اور کانفرنس کی دعوت دی، جبکہ مبلغین نے پنجاب اور خیبر پختونخوا کے دورے کر کے کانفرنس کی دعوت دی۔ مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد اکمل (امیر ملتان) مولانا تنویر الحسن احرار، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمود الحسن، مولانا اللہ بخش احرار، مفتی محمد نجم الحق، مولانا اخلاق احمد، مولانا وقار احمد قریشی، مولانا محمد طیب رشید، مولانا محمد طلحہ مجتبیٰ، مولانا محمد رضوان جلوی، مولانا محمد اسماعیل فرید، مولانا قاری محمد ابوبکر احرار، مولانا محمد سلیمان نعمانی، مفتی محمد قاسم احرار، مولانا محمد فیضان اشرفی، مولانا محمد سرفراز معاویہ، مولانا محمد وقاص حیدر، مولانا محمد الطاف معاویہ، مولانا عبدالقیوم نے مختلف شہروں اور دیہاتوں کا دورہ کر کے عوام الناس کو ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کیلئے تیار کیا۔

قارئین کرام! طے شدہ پروگرام کے مطابق تمام مبلغین و منتظمین اجتماع 09 ربیع الاول کو مرکز احرار، جامع مسجد احرار چناب نگر پہنچ گئے اور اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ جبکہ سیکورٹی کے حوالے سے بھائی علی اصغر، بھائی اشرف علی احرار، بھائی لقمان منشاد نے اپنی ٹیم کے ہمراہ اجتماع گاہ کو اپنی کڑی نگرانی میں لے لیا۔ 10 ربیع الاول کی

شام سے ہی قافلوں کی آمد شروع ہوگئی۔ 11 ربیع الاول نماز ظہر کے بعد کانفرنس کی پہلی نشست بعنوان ''احرار ورکرز کنونشن'' کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔اس دوران مختلف بیانات ہوتے رہے، مولانا تنویرالحسن احرار نے کانفرنس کی غرض و غایت اور تعارف کے عنوان پہ پر مغز گفتگو کی۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی (امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ و ایم پی اے) حکیم حافظ محمد قاسم (چیچہ وطنی) مولانا وقار احمد قریشی، مولانا محمد طلحہ مجتبی، مولانا محمد فیضان اشرفی، مولانا انیس الرحمٰن، مولانا محمد معاویہ (چشتیاں) سمیت دیگر مبلغین احرار و ختم نبوت نے احرار کارکنوں سے اظہار خیال کرتے ہوئے فکری ونظریاتی اور پرامن تحریکی جدوجہد کیلئے ان کی ذہن سازی کی اورانہیں تاکید کی کہ وہ گلی گلی، قریہ قریہ جماعت کا مشن وموٗقف عام کریں اور بڑھ چڑھ کر جماعت کی رکنیت سازی مہم میں حصہ لے کر اس مہم کو کامیاب بنائیں۔

عصر کی نماز کے بعد کانفرنس کی دوسری نشست بعنوان ''فتنہ قادیانیت سے آگاہی'' اور قادیانیوں کے ظلم وستم سے متعلق سوال وجواب کی نشست سے سابق قادیانی ڈاکٹر محمد آصف (ناظم دعوت وارشاد مجلس احرار اسلام پاکستان) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فتنوں کا وائرس ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے۔حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اوران کی جماعت مجلس احرار اسلام کے مشن اور جماعت کے وارث فتنہ قادیانیت کے وائرس سے مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کی مثبت اور پرامن جدوجہد کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔مجلس احرار اسلام اپنی دعوتی وتبلیغی جدوجہد کے 92 سال مکمل کر چکی ہے اور آئندہ بھی مجلس اپنی دعوتی وتبلیغی جدوجہد کو جاری وساری رکھے گی۔ بعد نماز مغرب کانفرنس کی تیسری نشست بعنوان ''مجلس ذکر'' سے قائد احرار حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا سید محمد کفیل بخاری نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین ومتوسلین کی بیعت کی تجدید کی۔ بعد نماز عشاء کانفرنس کی چوتھی نشست کا آغاز راؤ اسد الرحمٰن کی تلاوت قرآن مجید اور مولانا محمد فیضان اشرفی کی ہدیہ نعت سے ہوا۔اس نشست سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماء، نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے اکتوبر 1931ء سے آج اکتوبر 2021ء تک کا سفر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، قانون ناموس رسالت کی حفاظت اور حکومت الہیہ کے قیام کی پرامن جدوجہد کرتے ہوئے جاری رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری و دیگر احرار رہنماؤں کی قیادت وسیادت میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ جاری وساری رکھے گی۔مجلس احرار اسلام قیام پاکستان سے قبل دینی و سیاسی میدان میں قائدانہ کردار ادا کرتی رہی ہے اور آج بھی مجلس احرار وطن عزیز کی جغرافیائی ونظریاتی سرحدات پر چوکیداری کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد 1953ء میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اوران کی جماعت مجلس احرار اسلام کی دعوت پر تمام مکاتب فکر نے مشترکہ طور پر تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کا آغاز کیا، جس کی پاداش میں اس وقت کے مسلم لیگی حکمرانوں نے دس ہزار فرزندان اسلام کو لہو میں لت پت کر کے لاہور کو ان کے مقدس خون سے لالہ زار کر دیا تھا اور جماعت پر قانونا پابندی لگا دی گئی۔ 1958ء میں

جماعت سے پابندی ہٹائی گئی تو ملتان کے تاریخی و یادگار چوک گھنٹہ گھر میں حضرت امیر شریعت نے احرار کی سرخ وردی زیب تن کر کے مجلس احرار کے احیاء کا اعلان فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ، مولانا پیر ناصرالدین خاکوانی نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انسانوں کی اللہ جل شانہ سے کچھ نسبتیں ہیں۔ جس میں سے ایک نسبت یہ ہے کہ ہم اس کی مخلوق ہیں اور ایک نسبت ہے عبدیت کی۔ اللہ ہمارے معبود ہیں اور ہم عبد ہیں۔ اللہ کی معرفت کے لیے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم کردہ تعلیمات پر عمل ضروری ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو تین مناصب عطاء فرمائے ہیں۔ پہلا منصب خلافت، اور وہ یہ ہے کہ میری زمین پر میرا یعنی اللہ کا حکم نافذ کرو۔ دوسرا منصب نبوت ہے جو اللہ نے اپنے محبوب بندوں کو عطاء فرمایا۔ خیر وشر کی آمیزش سے انسان کی ترقی کا راز ہے۔ شر کو مٹانا اور خیر کو غالب کرنا اللہ رب العزت کے محبوب بندوں کی صفت ہے اور ایسے بندوں کو اللہ جل شانہ نے نبوت عطاء کی ہے۔ تیسرا منصب ختم نبوت ہے، جس چیز کی ابتداء ہوتی ہے اس کی انتہاء بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرنگی استعمار کے دور میں لوگوں کو یہ سبق دیا گیا کہ مولوی (نیک لوگ) دین کے کام کریں گے اور دنیا کے کام صرف بدمعاش کرسکتے ہیں۔ تیسرا منصب ختم نبوت خاص ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ انہوں نے کہا کہ جو بھی عمل اتباع رسول میں کیا جائے گا، اللہ کے ہاں وہی قابل قبول اور قابل اجر ہوگا۔ ختم نبوت کی چوکیداری کرنیوالے دراصل حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حفاظت کرتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے والے اللہ رب العزت کے محبوب ترین بندے ہیں۔ اللہ تعالی مجلس احرار اسلام کی ختم نبوت کی حفاظت اور اسلام کی سربلندی کے لیے کی جانے والے خدمات کو قبول فرمائے اور عظیم ومقدس کام کا اپنی شایان شان اجر عطاء فرمائے۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ مہمان قراء حضرات جناب الشیخ رافت حسین علی یوسف، الشیخ سمیر بلال (جمہوریہ مصر) نے کانفرنس کی چوتھی نشست کے اختتام پر تلاوت قرآن مجید سے سامعین کے دلوں کو منور فرمایا جس پر اس چوتھی نشست کا باقاعدہ اختتام ہوا۔ پانچویں نشست 12 ربیع الاول کو بعد نماز فجر مناظر ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ کا تفصیلی درس ہوا اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد شرکاء ومہمانان نے ناشتہ کیا۔ 8:30 بجے صبح چھٹی نشست بعنوان ''تقریب پرچم کشائی'' کا آغاز ہوا۔ مجلس احرار اسلام لاہور کے امیر جناب قاری محمد قاسم بلوچ کے فرزند قاری محمد منیب قاسم نے تلاوت قرآن مجید کی سعادت حاصل کی اور آزاد کشمیر کے احرار رہنماء جناب ظہیر فاضل کاشمیری نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ تقریب پرچم کشائی کے موقع پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے سینئر نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے احرار کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فرنگی استعمار کیخلاف جدوجہد میں حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ اوران کی جماعت مجلس احرار اسلام نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام اور حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کی بے مثال جدوجہد کے نتیجے میں فرنگی سامراج ہندوستان سے نکلنے پر مجبور ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے نصب العین میں فرنگی استعمار کا ہندوستان سے انخلاء، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا اور حکومت الہیہ کا قیام تھا۔ الحمد للہ مجلس نے اپنے نصب العین میں اللہ رب العزت کی عطاء کردہ ہمت وتوفیق سے دو

مقاصد میں کامیابی حاصل کر لی اور ان شآء اللہ ایک دن وطن عزیز میں حکومت الٰہیہ کے قیام کی جدوجہد میں بھی کامیابی حاصل کرلے گی۔ اس موقع پر حکیم حافظ محمد قاسم نے سپاسنامہ پیش کیا جبکہ ظہیر فاضل کاشمیری نے ترانہ احرار سے احرار کارکنوں کے جذبات کو گرمایا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر، نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے خطاب کرتے ہوئے احرار کارکنوں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام برصغیر کی وہ پہلی جماعت ہے جس نے اسلام کی سربلندی کے لیے علم احرار بلند کیا۔ مجلس احرار اسلام کے بغیر برصغیر کی تاریخ کا باب نامکمل ہے، انہوں نے اس عزم کا اظہار واعادہ کیا کہ ہم اکابرین احرار کے مشن وموقف پر کاربند رہیں گے۔ احرار کارکنو! تم اپنی عملی زندگی میں احرار کے نمائندے بن جاؤ۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مجاہد ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے بعد نبوت کا دعوی کفر وزندقہ ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ، قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام ایک دینی اور تاریخی امانت ہے، جو اکابرین احرار نے ہمارے سپرد کی۔ ہم اکابرین احرار کی سپرد کی ہوئی امانت کو زندگی کے آخری سانس تک باقی رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ احرار کارکنو! جماعتی عصبیت دراصل شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون کا تقاضا ہے۔ احرار کارکنو! اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کا پیغام گلی گلی، قریہ قریہ تک پہنچانا تمہاری دینی وجماعتی ذمہ داری ہے۔

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد شرکاء اجتماع طعام گاہ کی طرف روانہ ہوئے، جہاں مولانا محمد مغیرہ کی رہنمائی میں مجلس احرار اسلام چناب نگر کے مہمان نواز رضا کار مہمانوں کی خدمت کیلئے مستعد تھے اور انتہائی احترام کے ساتھ مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے دسترخوان پر بٹھا رہے تھے۔ دن گیارہ بجے کانفرنس کی ساتویں نشست کا آغاز کیا گیا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب نے کی۔ اس نشست میں حافظ محمد محسن نواز لغاری، معروف نعت خواں جناب طاہر بلال چشتی، ابوبکر اشرف مدنی نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور مدح صحابہ واہل بیت پیش کی۔ معروف ثناءخواں جناب طاہر بلال چشتی کی پرسوز آواز نے سماں باندھ دیا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا تنویرالحسن احرار، مولانا محمد سرفراز معاویہ، مولانا محمد معاویہ (چشتیاں) اور حکیم حافظ محمد قاسم نے کانفرنس کی تمام نشستوں میں نظامت کے بہترین فرائض سرانجام دیئے۔ نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن ہم احرار کارکنوں کے لیے انتہائی مسرت وخوشی کا دن ہے کہ ہم نے اپنے اکابرین کی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک وقت تھا کہ جب قادیانی چناب نگر (سابق ربوہ) کو اپنی جاگیر اور راجدھانی سمجھتے تھے، مگر احرار کی ولولہ انگیز قیادت نے یہاں مردانہ وار داخلے کے بعد اس سرزمین کفر وارتداد میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے نعروں کو بلند کیا، تب سے آج تک مجلس احرار اسلام قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر چناب نگر میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کا فریضہ ادا کرتی چلی آرہی ہے اور جب تک ایک احراری بھی زندہ ہے وہ یہ مقدس فریضہ ادا کرتا رہے گا۔ اکابرین احرار کی قربانیاں رنگ

لائیں اور ربوہ کو آزاد شہر ڈکلیئر قرار دے دیا گیا۔ مجلس احرار اسلام نبوی اسلوب کے مطابق قادیانیوں سمیت تمام غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے کا فریضہ ادا کرتی رہے گی۔ مولانا عبدالنعیم نعمانی، مولانا تنویر احمد علوی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا خلیل احمد اشرفی، مولانا مفتی محمد رضوان عزیز (عارف والا) علامہ شبیر احمد عثمانی (نائب امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) مولانا مفتی مظہر شاہ اسعدی (نائب امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب) ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان) مولانا زاہدالراشدی (سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل) سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا یہ دینی وملی فریضہ ہے کہ ہم غداران ختم نبوت کیخلاف پرامن آئینی وقانونی جدوجہد جاری وساری رکھیں۔ مقررین نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی فرنگی استعمار کا خود کاشتہ پودا تھا اوراس کے پیروکار آج بھی عالمی سامراج کی مکمل سرپرستی میں اسلام و پاکستان کے خلاف دنیا بھر میں سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں اوران کے پروردہ قادیانیوں کو عالمی سامراج دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف بطور جاسوس کے استعمال کر رہا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت جزو ایمان نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔ سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے مزید کہا کہ جمعیت علماء اسلام مجلس احرار اسلام کی دعوتی وتبلیغی جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور میں مجلس احرار اسلام کو فتنہ قادیانیت کا علمی محاسبہ کرنے پر سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔ مجلس احرار اسلام اور حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کی گفتار، کردار اور رفتار میں ثابت قدمی کو جمعیت علماء اسلام خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی دستور، پارلیمنٹ اور عدالتی فیصلے کو اگر تسلیم کر لیتے تو آج ملک میں آئین وقانون کی بالادستی ہوتی۔ جن لوگوں نے دستور کی پاسداری، وفاداری اور عملداری کا حلف اٹھا رکھا ہے انہیں قادیانیوں کی خلاف آئین وقانون سرگرمیاں نظر کیوں نہیں آتیں؟؟ ساتویں نشست کا اختتام صاحبزادہ مولانا عزیز احمد کی دعا سے ہوا۔ جس کے بعد شرکاء اجتماع نے باجماعت نماز ظہر ادا کی۔

دو روزہ احرار ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر ہزاروں فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار نے قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فقیدالمثال جلوس نکالا جو جامع مسجد احرار سے شروع ہوا۔ نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔ محمد ہمارے، بڑی شان والے۔ فرما گئے یہ ہادی، لا نبی بعدی۔ اسلام، زندہ باد۔ پاکستان، زندہ باد جیسے فلک شگاف اور مثبت نعرے لگاتے ہوئے جلوس کے شرکاء منظم طور پر اقصیٰ چوک پہنچے جہاں مولانا تنویرالحسن احرار نے خطاب کیا۔ وہاں سے ایوان محمود کی طرف آگے بڑھے تو عجیب سماں بندھ گیا، قادیانی مرکز ایوان محمود کے سامنے جلوس نے پڑاؤ کیا تو بہت بڑے جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا۔ ایوان محمود کے عین سامنے منعقدہ جلسہ عام سے قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مفتی محمد حسن، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مولانا محمد مغیرہ، مولانا سید عطائ المنان بخاری نے خطاب کرتے ہوئے مرزا مسرور احمد اور قادیانیوں پر دعوت اسلام کا فریضہ دہرایا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ کفار کو دعوت دینا ہی انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے یہاں اپنے خطاب میں کہا کہ مرزا

مسرور احمد اور قادیانیوں کے لیے دو ہی راستے ہیں یا تو ہ ارتداد و زندقہ کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں یا اپنی متعینہ مذہبی و آئینی حیثیت تسلیم کر کے پاکستان میں رہیں اور وطن عزیز کیخلاف گھناؤنی سازشوں کا سلسلہ ترک کر دیں۔ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ احرار جب تک زندہ ہیں وہ قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے رہیں گے۔ مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ ہمارے اکابر نے برس ہا برس کی محنت کے بعد قانونی و آئینی طور پر قادیانیوں کی حیثیت طے کروائی۔ انہوں نے کہا کہ چند غیرت مند رہنماؤں کی دعوت سے آغاز ہونیوالی یہ دعوت اسلام کا فریضہ آج ہزاروں سرخ پوشان احرار تک آن پہنچا ہے۔ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ احرار کے غیور جیالو! تمہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ تم چوالیس برس سے مسلسل دارالکفر والارتداد چناب نگر میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے چلے آرہے ہو۔

ایوان محمود کی نشست مکمل ہونے پر جلوس چناب نگر اڈے کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اختتامی دعا کے بعد نماز عصر ادا کی گئی اور تمام شرکاء اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب ڈاکٹر عمر فاروق احرار نے کانفرنس میں منظور ہونے والی درج ذیل قراردادیں پریس کیلئے جاری کیں۔

قراردادیں:

آل پاکستان احرار ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں بلاتاخیر اسلامی نظام نافذ کر کے پاکستان کے قیام کے حقیقی مقاصد کی تکمیل کی جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے پاکستان کو اِسلامی نظام حیات کا گہوارہ بنایا جائے، نیز یہ اجتماع تمام دینی جماعتوں اور مذہبی حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نفاذِ اسلام کے مطالبہ اور اُس کے لیے جدوجہد کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کریں۔ تاکہ تمام شعبہ ہائے حیات پر نظامِ اسلام کی عملداری رائج ہو جائے۔

یہ اجتماع قومی اسمبلی اور سینٹ کی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے انسداد جبری تبدیلی مذہب بل کو مسترد کرنے کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین اور اسلام سے متصادم بل کو قومی اسمبلی میں لانے کے لیے لابنگ کرنے والوں کو بے نقاب کیا جائے اور ایسے خلافِ اسلام ہتھکنڈوں سے پاکستان کے نظریاتی تشخص اور ملکی دستور کے طے شدہ امور سے چھیڑ خانی بند کی جائے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کا یہ اجتماع حکومت کی مایوس کن کارکردگی اور اس کی معاشی و سیاسی اور داخلہ و خارجہ پالیسیوں کی مکمل ناکامی کو ایک بدترین قومی المیہ قرار دیتا ہے۔ 350 ڈیمز، پچاس لاکھ سستے گھروں، ایک کروڑ نوجوانوں کو روزگار، دس ارب درخت لگانے، شاہانہ اخراجات اور غلامانہ پروٹوکول کا خاتمہ جیسے اعلانات و منصوبہ جات بری طرح فلاپ ہو چکے ہیں۔ آئی ایم ایف کی ذلت آمیز شرائط کو قبول کر کے ملک کو داؤ پر لگا کر قوم کی اجتماعی خودکشی کا سامان کیا گیا ہے۔ مہنگائی کے منہ زور طوفان نے غریب سے جینے کا حق بھی چھین لیا ہے۔ ملک میں افراطِ زر کی مسلسل بڑھتی ہوئی شرح اور حکومت کی ناقص معاشی پالیسیوں نے مہنگائی میں کئی گنا اضافہ کر کے غریب آدمی کی

کمر توڑ دی ہے اور تمام ضروریات زندگی پر بھاری ٹیکس عائد کر کے عام آدمی کا جینا دوبھر کر دیا گیا ہے۔ یہ اجتماع اربابِ اقتدار کے ان غریب کش اقدامات پر شدید ردِعمل کا اظہار کرتے ہوئے حکمرانوں سے اصلاح احوال کا مطالبہ کرتا ہے۔ اگر حکمران عوام کو معاشی تحفظ نہیں دے سکتے تو ان کیلئے لازم ہے کہ وہ حکومتی عہدوں کو چھوڑ دیں۔

پیمرا جیسے نگران ادارے کے ہوتے ہوئے بھی الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے جس زور وشور سے خاندانی نظام سے بغاوت، اسلامی اقدار کو کچلنے اور عریانی وفحاشی کے فروغ کا ماحول پیدا کیا جارہا ہے۔ یہ پاکستان کی اسلامی شناخت کو مٹانے اور ملکی تشخص کو منہدم کرنے کی شعوری کوششوں کی غمازی کرتا ہے، ثقافت اور جدیدیت کے نام پر اسلامی تہذیب کا گلا گھونٹا جارہا ہے۔ جس کی بھرپور آئینی وقانونی مذاحمت کی جائے گی۔

یہ اجتماع اس عزم کا ایک بار پھر اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اسلامی تشخص سے محروم کرنے، دستور کی اسلامی بنیادوں کو کمزور کرنے اور پاکستانی قوم کو اسلامی ومشرقی ثقافتی اقدار وروایات کے ماحول سے نکال کر مغربی و ہندووانہ ثقافت کو فروغ دینے کی ہر کوشش کا مقابلہ کیا جائے گا اور پاکستانی قوم متحد ہو کر اپنے عقائد واقدار کا تحفظ کرتے ہوئے اسلام کے معاشرتی کردار کے خلاف عالمی وملکی سیکولر لابیوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔

قانون توہین رسالت کو عملاً بے اثر کر کے توہین رسالت کے مرتکبین کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ توہین رسالت کے واقعات پے در پے رونما ہو رہے ہیں اور کوئی بھی شاتم رسول ابھی تک اپنے قانونی انجام تک نہیں پہنچ سکا۔ گستاخانِ رسول کو عبرتناک وقرار واقعی سزا دی جائے، تاکہ پھر کوئی بدبخت اس جرم کا ارتکاب نہ کر سکے۔

دستور پاکستان کی اسلامی دفعات اور تحفظ ختم نبوت کے متفقہ دستوری فیصلے بیرونی قوتوں کے شدید دباؤ اور اندرونی لابیوں کے بے بنیاد پراپیگنڈے کی زد میں ہیں، اور حکمران ان قوتوں کے آگے پسپا ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اربابِ بست وکشاد قومی ودینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان قوتوں کو دوٹوک جواب دے کر پاکستان کے آئین ودستور کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔

احرار ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع ختم نبوت کو اسلام کی اساس قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کو تمام نجی وسرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں لازم جزو بنایا جائے۔

پاک فوج کا ماٹو جہاد ہے، جبکہ قادیانی جہاد کے سراسر منکر ہیں اور اکھنڈ بھارت اُن کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا پاکستان کے سول وعسکری اداروں کی کلیدی آسامیوں پر مسلط قادیانیوں کو فی الفور برطرف کیا جائے، بیرونی ممالک کے پاکستانی سفارت خانوں میں موجود قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔

یہ اجتماع ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو تشویشناک قرار دیتا ہے اور انہیں ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد اور ملک کے دستور وقانون کی صریح خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے تمام ریاستی اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے اجماعی موقف سے منحرف اور دستور پاکستان سے بغاوت کرنے والے اس گروہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا نوٹس لیں اور اپنا دستوری کردار ادا کریں۔

اجتماع سعودی عرب کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حرمین شریفین میں منکرین ختم نبوت بالخصوص قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی کو یقینی بنانے کے لیے حج وعمرہ اور ورک ویزے کے درخواست فارم میں عقیدہ ختم نبوت کے حلف نامے کا اضافہ کرے اور نگرانی کے نظام کو مزید شفاف ومؤثر بنائے۔

مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ یہ اجتماع چناب نگر اور گردونواح میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی واشتعال انگیز سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو قانون امتناع قادیانیت کا پابند بنایا جائے اور ان کی آئین اور اسلام کے منافی تبلیغی واشاعتی سرگرمیوں پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔

قادیانیوں کے اخبارات وجرائد اور رسائل کی اشاعت بند کی جائے اور پریس کو سیل کیا جائے۔

چناب نگر کے اندر شہر کے سیل راستوں کو کھولا جائے۔ قادیانیوں کی غنڈہ گردی اور سیکورٹی کے نام پر مسلمانوں کی تلاشی لینا، شناختی کارڈ چیک کرنا، موٹر سائیکل اور گاڑیوں کے نمبر نوٹ کرنا بند کرایا جائے۔ نیز چناب نگر میں سیکورٹی کے نام پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے والوں پر سخت پابندی عائد کی جائے۔

چناب نگر میں ''ریاست در ریاست'' کا ماحول ختم کیا جائے۔ حکومت کی دستوری اور قانونی رٹ بحال کرنے کے ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور متوازی عدالتیں ختم کر کے ملک کے قانونی نظام کی بالادستی بحال کی جائے۔

چناب نگر کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں، تاکہ چناب نگر کے رہائشی "انجمن احمدیہ" کے تسلط سے آزاد ہوکر زندگی گزار سکیں۔

پاکستان کے مسلمانوں کا یہ نمائندہ اجتماع واضح کرتا ہے کہ مدارس ومساجد کی حریت فکر اور آزادی وخودمختاری کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔ ان مقدس اداروں کا تحفظ آخری سانس اور خون کے آخری قطرے تک کیا جائے گا۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی علوم کی ان تربیت گاہوں کو پابندیوں سے جکڑنے کے بجائے ان کی پاسداری وپاسبانی کو یقینی بنایا جائے۔

یہ اجتماع قانون توہین رسالت پر بیرونی دباؤ کو مسترد کرتا ہے اور اسے ملکی خودمختاری میں مداخلت سے تعبیر کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت بیرونی دباؤ میں آنے کے بجائے اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی کرے۔ قانون ناموس رسالت کے ساتھ کسی بھی قسم کی چھیڑ چھاڑ ملک کے پرامن ماحول کو خراب کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ گستاخان رسالت اور منکرین ختم نبوت کی توہین آمیز کارروائیوں اور اُن کے لگاتار پھیلائے جانے والے گستاخانہ مواد کا سدباب کر کے مسلمانوں کے بنیادی ایمانی وانسانی حقوق کا احترام کیا جائے۔

چیئرمین سینیٹ کے اہم ترین منصب کے حلف نامہ میں ختم نبوت کے اقرار کی عبارت شامل کر کے ملک کے آئین کی پاسداری اور عمل داری کو یقینی بنایا جائے۔

یہ اجتماع بیرونی دباؤ پر نصاب تعلیم سے اسلامی، تاریخی اور اخلاقی مضامین کو نکالنے کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ نظریہ پاکستان کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے اور اسلام کے بنیادی عقائد اور ملی تاریخ کو نصاب کا

لازمی حصہ بنایا جائے۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ غیر ملکی این جی اوز کی فنڈ نگ سے آئین اور قانون میں سازشی ترمیمات کا سلسلہ ختم کیا جائے۔

عدالتی احکامات کے باوجود سوشل میڈیا پر توہین رسالت پر مبنی بے شمار مواد بدستور موجود ہے، قادیانیوں اور ملحدین کی ویب سائٹس مسلسل توہین آمیز مواد اپ لوڈ کر رہی ہیں۔ ایسی تمام ویب سائٹس کو بند کیا جائے، سوشل میڈیا پر ہونے والی گستاخیوں کا نوٹس لیا جائے اور گستاخی کرنے والوں اور اُن کے سہولت کاروں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ قادیانی چینلز کی نشریات کا نوٹس لیا جائے اور ملک کے دستور اور قانون کے تقاضوں کے منافی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کر کے قادیانیوں کو اکثریتی آبادی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے سے روکا جائے۔

پورے ملک میں عسکری تنظیموں پر پابندی ہے، لیکن قادیانیوں کی تربیت یافتہ مسلح تنظیم ’’خدام الاحمدیہ‘‘ کو کھلی چھٹی دی جا چکی ہے۔ دیگر عسکری تنظیموں کی طرح قادیانیوں کی مسلح دہشت گرد تنظیم خدام الاحمدیہ پر پابندی عائد کی جائے اور اس کے اثاثے بحق سرکار ضبط کیے جائیں۔

یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ دیگر اقلیتوں کے اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف کو بھی سرکاری تحویل میں لیا جائے۔

انجمن احمدیہ کے ذرائع آمدن کی تحقیق کی جائے، باقاعدہ آڈٹ کیا جائے اور دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح اس کے اثاثے ظاہر کیے جائیں۔

ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی بے روک وٹوک سرگرمیوں کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ آزادی کے اس بیس کیمپ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے اور انہیں قانون کے دائرے میں لایا جائے۔

دُوالمیال (چکوال) میں قدیمی مینار والی مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے اور اس حوالے سے دائر شدہ مقدمہ کو روزانہ کی بنیادوں پر سماعت کر کے فوری فیصلہ سنایا جائے۔

یہ اجتماع محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی وفات پر گہرے صدمے اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت کی دعا کرتا ہے اور ان کی قوم و ملک کے لیے خدمات اور اُن کے عقیدۂ ختم نبوت پر دوٹوک موقف کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم شعبہ دعوت وارشاد ڈاکٹر محمد آصف کا دورہ تحصیل تلہ گنگ ولاوہ

ڈاکٹر محمد آصف 13 ربیع الاول بروز بدھ 20 اکتوبر کی شام چناب نگر سے تلہ گنگ پہنچے۔ 21 اکتوبر بروز جمعرات تلہ گنگ شہر میں محترم جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ کے ہاں دعوت کے موقع پر علماء کرام سے ملاقات کی اور

مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ 22 اکتوبر کو تحصیل لاوہ کے موضع ڈھرنال کے جامعۃ الحبیب میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا، بعداز جمعہ مولانا حنیف صاحب جنرل سیکرٹری مجلس احرار ضلع چکوال سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے رکنیت سازی اور جماعتی نظم کی بہتری پر زور دیا۔ عصر کی نماز جامع مسجد تریڑاں والی میں ادا کی جہاں پر ختم نبوت کورس کی پہلی نشست سے عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر خطاب کیا، اس نشست کی صدارت قاضی محمد یعقوب نے کی۔ جبکہ دوسری نشست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی جس میں ظہور مہدی اور حیات مسیح کے عنوان پر دلائل کے ساتھ گفتگو ہوئی اس نشست کی صدارت ڈاکٹر محمد عمر فاروق مرکزی ناظم نشر واشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان نے کی۔ تیسری اور آخری نشست 23 اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر منعقد ہوئی جس میں منکرین ختم نبوت کے تعارف واحوال کو بیان کیا گیا اس نشست کی صدارت حضرت مولانا پروفیسر عمر صاحب خطیب مسجد مہاجرین نے کی اور اختتامی دعا بھی کرائی۔ جبکہ بعداز نماز عشاء جامع مسجد تریڑاں والی میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں شہر بھر کے علماء کرام وعوام الناس نے شرکت کی، مہمانانِ خصوصی میں مولانا قاضی ارشد الحسینی، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری (نائب امیر مجلسِ احرار اسلام پاکستان)، صاحبزادہ حضرت مولانا عزیز احمد (نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) شامل تھے۔

مجلس احرار اسلام ناگڑیاں ضلع گجرات کی سرگرمیاں (رپورٹ: حافظ محمد سفیان احرار)

2 اکتوبر 2021ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر، حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ نے مرکز ختم نبوت، جامع مسجد احرار نیو ماڈل ٹاؤن گجرات میں درس قرآن ارشاد فرمایا۔

مدرسہ معمورہ محمودیہ میں تربیتی واصلاحی نشست

3 اکتوبر 2021ء بروز اتوار کو مرکز احرار مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں میں تحفظ ختم نبوت وتربیتی اصلاحی نشست بسلسلہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقد کی گئی۔ نشست کا آغاز حافظ عطاء المحسن کی تلاوت سے کیا اور مدرسہ کے طالب علم محمد اریان نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ مجلس احرار اسلام ضلع گجرات کے امیر قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی حفظہ اللہ نے ابتدائی گفتگو کی بعدازاں مجلس احرار اسلام پاکستان شعبہ تبلیغ کے ناظم ڈاکٹر محمد آصف صاحب نے غیر مسلموں کو دعوت اسلام اور مسلمانوں کے عقائد کے تحفظ کے حوالے سے اثر انگیز خطاب کیا۔ آخر میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ نواسۂ امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ نے عقیدہ ختم نبوت، جماعت کی اہمیت، تاریخ احرار اور احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے حوالے سے کارکنان سے تربیتی واصلاحی گفتگو کی اور انہیں کانفرنس میں شرکت کا کہا۔

12 اکتوبر 2021ء بروز منگل بعد نماز مغرب امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند محقق العصر حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ نے مرکز احرار مرکزی جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ناگڑیاں میں درس قرآن کریم ارشاد فرمایا۔

16 اکتوبر 2021ء بروز ہفتہ مرکز احرار، مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں میں مجلس احرار اسلام ضلع گجرات کے امیر، قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی کی زیر صدارت چناب نگر کی احرار ختم نبوت کانفرنس کے حوالے سے اجلاس منعقد ہوا۔

مسافرانِ آخرت

☆......چیچہ وطنی ہمارے معاون اور برادر عزیز حافظ حبیب اللہ مرحوم کے بہترین دوست مرزا محمد حسین 18 اکتوبر کو انتقال کر گئے۔

☆......چیچہ وطنی ہمارے معاون اور مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی کے پڑوسی سردار عنایت علی ڈوگر کے والد گرامی سردار منظور احمد ڈوگر چک نمبر 108-12 ایل 23 اکتوبر کو انتقال کر گئے۔

☆......چیچہ وطنی خانقاہ سراجیہ (کندیاں) سے متعلق ہمارے پرانے بزرگ مولانا نور محمد مرحوم (چک نمبر 113-7 آر) کے فرزند حافظ مسعود احمد 26 اکتوبر کو انتقال کر گئے۔

☆......چیچہ وطنی ہمارے قدیمی معاون چودھری محمد اکبر گھمن مرحوم کی اہلیہ اور محمد شوکت گھمن کی والدہ ماجدہ 23 اکتوبر کو انتقال کر گئی۔

☆......ساہیوال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے جنرل سیکرٹری قاری عبدالجبار (85-6 آر) کی بہو 27 اکتوبر کو انتقال کر گئی۔

☆......والدہ ماجدہ رانا محمد تنویر کلور کوٹ 25 اکتوبر 2021 کو انتقال کر گئے۔

☆......جھنگ کے قدیمی کارکن شیخ مظفر پوری کی صاحبزادی تحریک کی پرجوش کارکن 27 ستمبر انتقال کر گئیں۔

☆......مجلس احرار اسلام ملتان یونٹ قاسم بیلہ کے کارکن محمد عباس کے بھائی غلام مصطفےٰ ٹھیکیدار، انتقال: 25 اکتوبر

☆......مجلس احرار اسلام عزیز فہم کے کارکنان محمد نادر، محمد عامر کے بہنوئی اور محمد ذوالکفل کے والد ارشاد احمد، انتقال: 12 ربیع الاول 1443 ہجری مطابق 19 اکتوبر 2021

☆......ہمارے دیرینہ ساتھی شیخ محمد عمر (ملتان) کی والدہ ماجدہ، انتقال: 27 اکتوبر 2021

☆......ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کے پھوپھو زاد بھائی غلام شبیر انتقال 21 اکتوبر 2021ء

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں۔ آمین

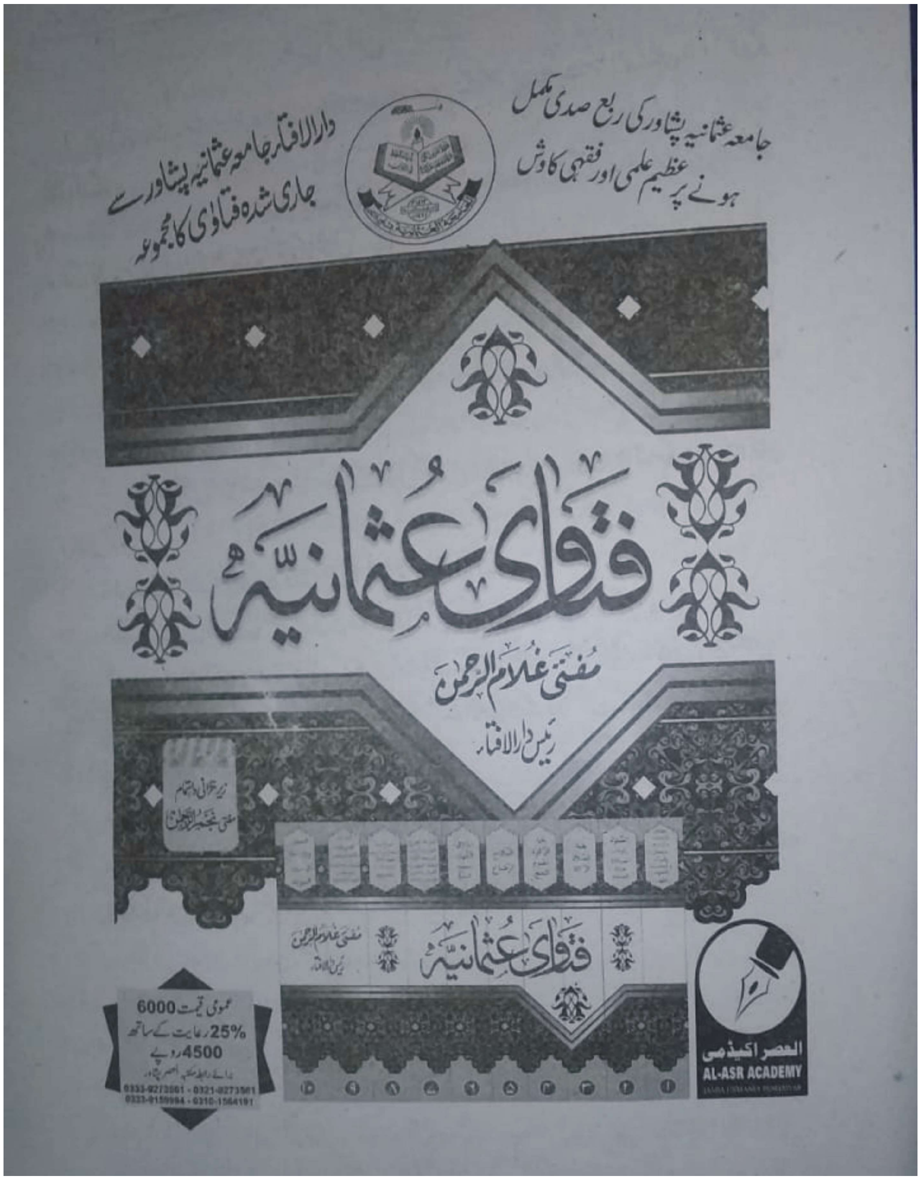
جامعہ عثمانیہ پشاور کی ربع صدی مکمل
ہونے پر عظیم علمی اور فقہی کاوش
دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور سے
جاری شدہ فتاویٰ کا مجموعہ
فتاویٰ عثمانیہ
مفتی غلام الرحمن
رئیس دارالافتاء
عمومی قیمت 6000
25% رعایت کے ساتھ
4500 روپے
العصر اکیڈمی
AL-ASR ACADEMY

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱)......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔''
(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔''
(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE
PHARMACY
کیئر
فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس